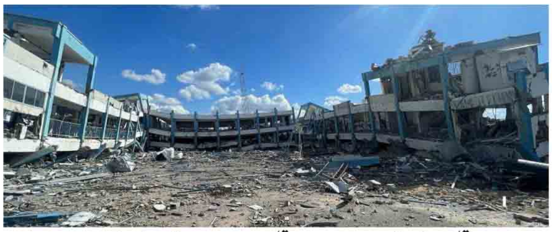

غزہ میں تعلیمی نظام کی منظم تباہی سے 3 تا 5 سال کا تعلیمی نقصان ہو چکا: انسانی حقوق کی وارننگ ص:02

ISSN 2977-3555

روزنامہ

صحافت

برمنگھم

باخبر، باثر حقیقتوں کا پیام بر

www.sahafat.in/uk

Birmingham Edition U.K.

Published from Birmingham (U.K.), India-Delhi, Mumbai, Lucknow, Dehradun

Volume No.03, Issue No.198, Sunday, 25 January, 2026, 8 Pages

جلد نمبر (۳)، شمارہ نمبر (۱۹۸)، بروز اتوار، ۲۵ جنوری، ۲۰۲۶ء، ۵ رشعبان المعظم، ۱۴۴۷، ۸ صفحات

'کسی بھی حملہ کا سخت جواب دیا جائیگا'

مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی فوجی تعینات پر ایران ہوا برہم

تہران: (ایجنسی) مشرق وسطیٰ میں بڑھتی ہوئی امریکی فوجی سرگرمیوں کے درمیان ایران نے امریکہ کو سخت تنبیہ دی ہے۔ ایران کے ایک سینئر عہدیدار کا کہنا ہے کہ اگر ایران پر کسی بھی قسم کا حملہ کیا گیا، چاہے وہ محدود ہو یا وسیع پیمانے پر، تو ایران اسے مکمل جنگ تصور کرے گا اور اس کا جواب نہایت سخت انداز میں دیا جائے گا۔ یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب امریکہ کا ایک ایئر کرافٹ کیریئر اسٹرائیک گروپ اور دیگر فوجی وسائل مشرق وسطیٰ پہنچنے والے ہیں۔ ایرانی عہدیدار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر کہا کہ اس فوجی تعیناتی کو ایران سنجیدگی کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔ ان کے مطابق ایران کو امید ہے کہ یہ تیاری کسی حقیقی ٹکراؤ کے ارادے سے نہیں کی جا رہی، تاہم ملک کی فوج ہر ممکن صورتحال کے لیے پوری طرح الرٹ ہے۔

خبر رساں ایجنسی 'رائٹرس' کی رپورٹ کے مطابق ایرانی عہدیدار نے واضح الفاظ میں کہا کہ اس بار کوئی بھی حملہ، چاہے اسے محدود، سرجیکل یا کسی اور نام سے پکارا جائے، ایران اسے براہ راست اپنے خلاف مکمل جنگ سمجھے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایسی صورت میں ایران سب سے سخت جواب دے گا تاکہ مستقبل میں کوئی بھی ایران پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

قابل ذکر ہے کہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے جمعرات کو کہا تھا کہ امریکہ کا ایک 'آرماڈا' ایران کی سمت بڑھ رہا ہے، لیکن انہوں نے یہ بھی وضاحت کی تھی کہ وہ اس کے استعمال کی نوبت نہ آنے کی امید رکھتے ہیں۔ ٹرمپ نے ایران کو خبردار کیا تھا کہ وہ نہ تو مظاہرین کو نقصان پہنچائے اور نہ ہی اپنے جوہری پروگرام کو دوبارہ شروع کرے۔ اس پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے ایرانی عہدیدار نے کہا کہ اگر امریکہ نے ایران کی خودمختاری یا علاقائی سالمیت کی خلاف ورزی کی تو ایران خاموش نہیں بیٹھے گا۔ تاہم انہوں نے یہ واضح نہیں کیا کہ ایران کا ردعمل کس نوعیت کا ہوگا۔

ایرانی عہدیدار کا کہنا ہے کہ جو ملک طویل عرصہ سے امریکی فوجی دباؤ اور دھمکیوں کا سامنا کر رہا ہو، اس کے پاس اپنی دفاعی صلاحیت کو مضبوط کرنے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہوتا۔ ایران کے پاس موجود تمام وسائل ملک کے دفاع اور توازن برقرار رکھنے کے لیے تیار رکھے گئے ہیں۔ توجہ طلب ہے کہ امریکہ اس سے پہلے بھی کشیدگی کے ادوار میں مشرق وسطیٰ میں اپنی فوجی موجودگی بڑھاتا رہا ہے۔ کئی مرتبہ اسے دفاعی قدم قرار دیا گیا، لیکن گزشتہ سال جون میں ایران کے جوہری پروگرام پر حملوں سے پہلے بھی امریکہ نے بڑے پیمانے پر فوجی جماؤ کیا تھا۔ ایسے میں موجودہ حالات کے باعث خطہ میں تشویش اور غیر یقینی صورتحال مزید بڑھ گئی ہے۔

اسرائیلی ٹینک کی لبنانی فوج اور یونیفل کی مشترکہ فورس پر فائرنگ

جنوبی اور مشرقی لبنان میں اسرائیلی فضائی حملے کیے گئے

بیروت: لبنانی نیوز ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ ایک اسرائیلی ٹینک نے لبنانی فوج اور اقوام متحدہ کی امن مشن فورس 'یونیفیل' کی مشترکہ ٹیم کے اطراف فائرنگ کی ہے۔ ایجنسی کے مطابق لبنانی فوج کی ایک ٹیم جب وادی العصافیر کے قریب یونیفیل کے ساتھ مشترکہ فیلڈ مشن پر تھی تو اسے جنوبی علاقے ''الحمامص'' میں قائم ایک نئے اسرائیلی مورچے سے ٹینک کے ذریعے فائرنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ اسی تناظر میں جمعہ کی سہ پہر جنوبی لبنان کے ضلع بنت جبیل کے قصبے عیترون کے مضافات میں لبنانی سرحد کے اندر جبل الباط میں قائم ایک نئے اسرائیلی مورچے سے مشین گنوں کے ذریعے فائرنگ کی گئی۔

مشرق میں ایک اسرائیلی ڈرون نے بعلبک بین الاقوامی شاہراہ پر مجدلون کے موڑ پر ایک کار کو نشانہ بنایا۔ اسی طرح ایک اور اسرائیلی ڈرون نے بعلبک میں دار الامل ہسپتال کے قریب دورس قصبے پر حملہ کیا۔

یہ واقعات ایسے وقت میں سامنے آئے ہیں جب جمعہ کی صبح اسرائیلی افواج نے جنوبی لبنان کے قصبے عیتا الشعب کے مضافات میں مشین گنوں سے سرچ آپریشن کیا ہے۔ لگ بھگ ایک سال کی خونی جھڑپوں کے بعد اسرائیل اور حزب اللہ نے نومبر 2024 کے آخر سے جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا لیکن اسرائیل ان حملوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

ان حملوں کے بارے میں اسرائیل کا کہنا ہے کہ وہ حزب اللہ کے ارکان اور تنصیبات کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ اسرائیل کا الزام یہ بھی ہے کہ حزب اللہ اپنی فوجی صلاحیتوں کو دوبارہ بحال کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یاد رہے جنگ کے دوران حزب اللہ کی صلاحیتوں کو شدید نقصان ہوا ہے۔ اسرائیل نے جنوبی لبنان کی پانچ تزویراتی پہاڑیوں پر اپنی افواج کو برقرار رکھا ہوا ہے جو امریکہ اور فرانس کی ثالثی میں ہونے والے معاہدے کی دفعات کے خلاف ہے۔

غزہ پر قابض اسرائیلی فوج کے تازہ حملوں میں تین فلسطینی شہید

غزہ: فلسطینی علاقوں میں قابض اسرائیل کے تازہ حملوں کے دوران تین شہری شہید ہوئے، جن میں دو بچے شامل ہیں، جبکہ دیگر زخمی ہو گئے۔ یہ واقعہ جنوبی غزہ کے خان یونس میں فجر کے وقت پیش آیا، جب غزہ کے مختلف علاقوں پر فضائی اور توپ خانے سے بمباری کی گئی اور قابض اسرائیل نے مسلسل 105 دن سے جاری جنگ بندی کی خلاف ورزی جاری رکھی۔

طبی ذرائع کے مطابق محمد یوسف الزوارعہ اور سلیمان زکریا الزوارعہ الشہداء الاقصی ہسپتال کے قریب بیت لاہیا شمالی غزہ کے کمال عدوان ہسپتال کے گرد قابض اسرائیل کی ڈرون طیارے کی بمباری میں شہید ہوئے۔ اس سے قبل مقامی ذرائع نے تصدیق کی کہ صبح کے وقت جب قابض اسرائیل نے جبالیا بلد میں غزہ پرانے سڑک کے قریب ایک گروہ کو نشانہ بنایا، ایک شہری شہید ہوا اور متعدد زخمی ہوئے۔ اس سے بھی پہلے مقامی ذرائع نے اطلاع دی کہ غربی بیت لاہیا میں قابض اسرائیل کی فائرنگ سے ایک شہری زخمی ہوا۔

فجر کے وقت خان یونس میں ایک 47 سالہ شہری کو قابض اسرائیل کی فائرنگ سے سر پر گولی لگی، جس کے باعث وہ شدید زخمی ہو گیا، مقامی طبی ذرائع کے مطابق۔ عینی شاہدین کے مطابق، قابض اسرائیل کے ''کواڈ کاپٹر'' ڈرون طیارے نے شہر کے وسط میں عمارہ یاسر کے قریب اس پر فائر کیا، جہاں سے قابض فوج پہلے ہی جنگ بندی کے مطابق واپس ہو چکی تھی۔ اسی دوران قابض اسرائیلی فضائیہ نے خان یونس کے جنوب مشرقی علاقوں پر بمباری کی جبکہ قابض بیڑے نے شہر کے ساحل پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ غزہ کے وسطی علاقوں میں عینی شاہدین نے بتایا کہ قابض اسرائیل کی بھاری مشینری نے مشرقی المغازی پناہ گزین کیمپ کے اطراف میں فائرنگ کی، جبکہ اسرائیلی توپ خانہ نے غزہ شہر کے مشرقی علاقوں پر شدید بمباری جنگ بندی کے آغاز سے قابض اسرائیل کی مسلسل خلاف ورزیوں کے نتیجے میں 496 فلسطینی شہید اور 1,301 دیگر زخمی ہو چکے ہیں۔ یہ جنگ بندی آٹھ اکتوبر سنہ 2023ء سے شروع ہونے والی ایک خونریز نسل کشی کے خاتمے کے لیے نافذ کی گئی تھی، جس میں دو سال میں 71,000 سے زائد فلسطینی شہید اور ایک لاکھ 71,000 سے زائد زخمی ہوئے، جبکہ شہری انفراسٹرکچر کے تقریباً 90 فیصد حصے کی تباہی ہوئی، جس کی دوبارہ تعمیر کا تخمینہ اقوام متحدہ نے 70 ارب ڈالر لگایا ہے۔

شہداء کی تعداد 71,654 تک پہنچی

غزہ: غزہ کے طبی اداروں کی جانب سے جاری روزانہ کے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ 48 گھنٹوں میں قابض اسرائیل کے مسلسل حملوں کے نتیجے میں چار نئے فلسطینی شہید ہوئے اور 12 زخمی غزہ کے ہسپتالوں میں پہنچائے گئے، جبکہ انسانی اور طبی حالات انتہائی خطرناک ہیں۔ وزارت صحت کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ تین ماہ کے بچے علی ابو زور شدید سردی کے باعث الشہداء الاقصی ہسپتال میں جان کی بازی ہار گئے۔ یہ واقعہ انسانی بحران کی شدت کو ظاہر کرتا ہے۔ سردی سے بچوں کی اموات کی تعداد اب موسم سرما کے آغاز سے دس تک پہنچ گئی ہے، جبکہ پناہ گاہ اور حرارت کے شدید فقدان کے باعث حالات مزید بگڑ چکے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ متعدد متاثرین اب بھی تباہ شدہ عمارات کے ملبے تلے یا سڑکوں پر پھنسے ہوئے ہیں، اور امدادی ٹیمیں اور سول ڈیفنس ابھی تک انہیں محفوظ نکالنے سے قاصر ہیں۔

اس کی بنیادی وجہ وسیع پیمانے پر تباہی، خطرناک میدان کے حالات اور لاجسٹک و ایندھن کی کمی ہے۔ رپورٹ کے مطابق سنہ 2023ء میں 10 اکتوبر سے جاری جنگ بندی کے باوجود 481 فلسطینی شہید اور 313,1 زخمی ہو چکے ہیں، جبکہ 713 افراد کو ملبے سے نکالا جا چکا ہے۔ یہ اعداد و شمار واضح کرتے ہیں کہ جنگ بندی انسانی نقصان کو ختم کرنے میں ناکام رہی اور قابض اسرائیل کے حملوں کے اثرات ابھی بھی جاری ہیں۔ مجموعی اعداد و شمار کے مطابق سات اکتوبر 2023ء سے شروع ہونے والے حملوں کے بعد غزہ میں شہداء کی تعداد 654,71 اور زخمیوں کی تعداد 391,171 ہو چکی ہے، جو غزہ کی تاریخ میں ایک خونریز ترین نسل کشی کی مہم ہے۔

یورپ داعش کے قیدی اپنے شہریوں کو واپس لے: عراقی وزیر اعظم کا مطالبہ

یورپی یونین نے داعش کے غیر ملکی جنگجوؤں کے فرار کی رپورٹوں کو انتہائی تشویشناک قرار دیا

بغداد: عراق کی نگران حکومت کے وزیر اعظم محمد شیاع السوڈانی نے فرانسیسی صدر ایمانوئل میکرون کے ساتھ فون پر بات کرتے ہوئے دنیا کے ممالک بالخصوص یورپی یونین کے ممالک سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شام سے عراق منتقل کیے گئے داعش کے قیدی اپنے شہریوں کو واپس لیں۔

شیاع السوڈانی کے دفتر سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ دنیا کے ممالک، خاص طور پر یورپی یونین، اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور اپنی شہریت رکھنے والے ان عناصر کو واپس لے کر ان کے خلاف مقدمات اور منصفانہ سزا کو یقینی بنائیں۔ عراق نے جمعرات کو تصدیق کی تھی کہ وہ ان قیدیوں کے خلاف عدالتی کارروائی کا آغاز کرے گا۔

یورپی تشویش

ورپی یونین نے کہا کہ شام میں قید داعش کے غیر ملکی جنگجوؤں کے فرار ہونے کی رپورٹیں ''انتہائی تشویشناک'' ہیں۔ وہ قیدیوں کی عراق منتقلی کے عمل کی نگرانی کر رہی ہے۔ یورپی یونین کے ترجمان انور العنونی نے اس بات کی تصدیق کی کہ جھڑپوں کے دوران داعش کے قیدیوں کے حالیہ ممکنہ فرار کے واقعات شدید تشویش کا باعث ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم صورتحال پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ذرائع نے ''العربیہ انگلش'' کو بتایا کہ عراق کے لیے داعش قیدیوں کی منتقلی کے لیے دمشق اور سیرین ڈیموکریٹک فورسز (ایس ڈی ایف) کے درمیان جنگ بندی کا برقرار رہنا ضروری ہے۔ ذرائع نے کہا کہ امریکی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ نے سرکاری افواج اور ایس ڈی ایف کے درمیان جنگ بندی کو یقینی بنانے کے لیے شام کا دورہ کیا ہے۔

یورپی شہری خطرناک

عراق کے دو سکیورٹی حکام نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ کی جانب سے شام سے منتقل کیے جانے والے داعش قیدیوں کی پہلی کھیپ، جو بغداد کے حوالے کی گئی ہے، اس میں ایسے یورپی شہری شامل ہیں جو اس شدت پسند تنظیم کے ممتاز کمانڈر رہ چکے ہیں۔ ایک عہدیدار نے بتایا کہ بدھ کو عراق کے حوالے کیے گئے پہلے گروپ میں داعش کے قائدین اور مختلف شہریتوں کے حامل بدترین مجرم شامل ہیں، جن میں یورپی، ایشیائی، عرب اور عراقی شامل ہیں۔

دوسرے عہدیدار نے بتایا کہ اس گروپ میں 85 عراقی اور 65 غیر ملکی شامل ہیں جن میں یورپی، سوڈانی، صومالی اور قفقاز کے ممالک کے باشندے شامل ہیں، ان سب نے عراق میں داعش کی کارروائیوں میں حصہ لیا اور یہ سب تنظیم کے امراء کی سطح کے لوگ ہیں۔ جمعرات کو عراقی حکام نے واضح کیا کہ داعش کے قیدیوں کو شمال مشرقی شام سے عراق کے حراستی مراکز منتقل کرنے کا فیصلہ بغداد کے حکام کی درخواست پر کیا گیا جس کا امریکہ کی قیادت میں اتحاد اور شام کی حکومت نے خیر مقدم کیا ہے۔

امریکی اور عراقی حکام نے عراقی درخواست کے بارے میں اس وقت بات کی جب ایک دن قبل امریکی فوج نے شمال مشرقی شام میں کردوں کی قیادت والی ایس ڈی ایف کے زیر انتظام 12 سے زائد حراستی مراکز سے داعش کے تقریباً 9000 قیدیوں کی منتقلی شروع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ قیدیوں کی منتقلی اس وقت شروع ہوئی جب شامی سرکاری افواج نے ''الھول'' کیمپ کا کنٹرول حاصل کر لیا جس میں ہزاروں افراد، زیادہ تر خواتین اور بچے مقیم تھے اور جہاں سے ایس ڈی ایف جنگ بندی کے تحت پیچھے ہٹ گئی تھی۔

شامی میڈیا کے مطابق شامی افواج نے گزشتہ پیر کو شمال مشرقی قصبے الشدادی میں ایک جیل پر بھی قبضہ کر لیا تھا جہاں سے داعش کے کچھ قیدی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے جن میں سے کئی کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ایس ڈی ایف نے جمعرات کو دعویٰ کیا کہ سرکاری افواج نے شمالی شہر رقہ کے قریب الاقطان جیل پر بھاری ہتھیاروں سے گولہ باری کی جہاں داعش کے کچھ قیدی موجود ہیں اور ساتھ ہی ٹینکوں اور جنگجوؤں کے ذریعے جیل کا محاصرہ کر لیا۔

جیسے جیسے شامی افواج عراق کی سرحد کے ساتھ شمال مشرقی شام میں پیش قدمی کر رہی تھیں بغداد میں یہ خدشہ پایا جاتا تھا کہ اگر افراتفری کے دوران کچھ قیدی حراستی مراکز سے فرار ہو گئے تو وہ عراق کی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ ایک عراقی سکیورٹی اہلکار نے تصدیق کی ہے کہ قیدیوں کو شام سے عراق منتقل کرنے کا فیصلہ عراق کا اپنا تھا جس کا امریکی اتحاد اور شامی حکومت نے خیر مقدم کیا ہے۔

اہلکار نے مزید کہا کہ انہیں شام میں چھوڑنے کے بجائے عراق کی جیلوں میں رکھنا عراق کے سکیورٹی مفاد میں ہے۔ ایک اعلیٰ امریکی فوجی اہلکار نے کہا ہے کہ عراق نے امریکی مداخلت کے بغیر شام سے داعش کے قیدیوں کی واپسی کی درخواست کی تھی۔ شامی وزارتِ خارجہ کے ایک اہلکار نے بتایا کہ داعش کے قیدیوں کو شام سے عراق منتقل کرنے کا منصوبہ حالیہ جھڑپوں سے کئی ماہ قبل ہی زیر بحث تھا۔

مغربی کنارے کو سنہ 1967ء کے بعد بدترین انسانی بحران کا سامنا ہے: انروا چیف

اقوام متحدہ: اقوام متحدہ کے فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے امدادی ادارے 'انروا' کے کمشنر جنرل فلپ لازارینی نے خبردار کیا ہے کہ قابض اسرائیل کے زیر قبضہ مغربی کنارہ سنہ 1967ء کے بعد بدترین انسانی بحران سے دوچار ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ صورتحال قابض اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں پناہ گزین کیمپوں پر حملوں اور دسیوں ہزار فلسطینیوں کو جبری طور پر بے گھر کیے جانے کے باعث پیدا ہوئی ہے۔ فلپ لازارینی نے امریکی کمپنی کے پلیٹ فارم ایکس پر اپنے اکاؤنٹ کے ذریعے ایک بیان میں کہا کہ قابض اسرائیل کے زیر قبضہ مغربی کنارہ سنہ 1967ء کے بعد اپنی تاریخ کے بدترین انسانی بحران کا سامنا کر رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قابض اسرائیلی فوجی کارروائی جسے الجدار الحدیدی کا نام دیا گیا کو شروع ہوئے ایک سال گزر چکا ہے تاہم اس کے باوجود مغربی کنارے کے شمال میں فلسطینی پناہ گزین کیمپوں سے 33 ہزار افراد اب بھی جبری طور پر بے گھر ہیں۔ لازارینی نے نشاندہی کی کہ اسی دوران قابض اسرائیلی فورسز پناہ گزین کیمپوں کے وسیع علاقوں کو مسمار کرنے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں جس کے باعث ان برادریوں کی بحالی کے امکانات مزید محدود ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انروا کی ٹیمیں میدان میں موجود ہیں اور ان فلسطینی پناہ گزینوں کی مدد کر رہی ہیں جنہیں حالیہ عرصے میں بے گھر کیا گیا اور جنہیں مزید غربت کی دلدل میں دھکیل دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب صحت کی سہولتوں تعلیم اور سماجی خدمات تک رسائی کے لیے کوئی مؤثر متبادل موجود نہیں۔ فلپ لازارینی نے اس بات پر زور دیا کہ انروا اپنے فرائض کی انجام دہی جاری رکھے ہوئے ہے تاہم اس مشن کو جاری رکھنے کے لیے رکن ممالک کی جانب سے مسلسل سیاسی اور مالی تعاون ناگزیر ہے۔

گلوبل امن کونسل کے نام پر غزہ کی نئی سیاسی و جغرافیائی تشکیل کی وارننگز

ڈیووس: ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے ڈیووس فورم سے گلوبل امن کونسل کے آغاز کے اعلان کے ساتھ اگرچہ جشن کا ساماں باندھا گیا، تاہم بہت جلد ماہرین، محققین اور سیاسی شخصیات کی جانب سے شدید تحفظات اور تنقید کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان حلقوں نے کونسل کی افادیت اور مستقبل پر سوالات اٹھاتے ہوئے خبردار کیا کہ اس سے جڑی تجاویز بالخصوص غزہ پٹی سے متعلق نکات فلسطینی قضیہ کے جوہر کو براہ راست نشانہ بنا سکتے ہیں۔ ناقدین کے مطابق یہ منصوبے ایسی سیاسی اور جغرافیائی ازسرنو تشکیل کی راہ ہموار کر رہے ہیں جو مؤثر عالمی قوتوں کی عدم موجودگی اور بنیادی فریقوں کو پس پشت ڈالنے کے ماحول میں فلسطینی کاز کو کمزور کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔

تعمیر نو کے نام پر غزہ کی شناخت اور کردار کی نئی تعریف: محقق اور صحافی وسام عفیفہ نے ایک تجزیاتی تحریر میں امریکی صدر کے داماد اور گلوبل امن کونسل کے رکن جیرڈ کشنر کی جانب سے پیش کیے گئے غزہ کی پٹی کی تعمیر نو کے نام نہاد جامع منصوبے کا جائزہ لیا۔ ان کے بقول پیش کی گئی نقشہ بندی محض عمارتیں کھڑی کرنے کا تصور نہیں بلکہ غزہ میں زندگی کی صورت گری اور خودمختاری کے مستقبل کو جڑ سے بدل دینے والی مکمل سوچ ہے۔ وسام عفیفہ نے نشاندہی کی کہ اس منصوبے میں غزہ کو ایک مربوط جغرافیائی اور سماجی اکائی کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ اسے مرحلہ وار عملی حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ یہ مراحل رفح اور خان یونس سے جنوبی حصے میں شروع ہو کر بتدریج شمال میں غزہ شہر کی جانب بڑھتے ہیں تاکہ ایک منظم انداز میں علاقے پر نیا مسلط شدہ واقعہ قائم کیا جا سکے۔

انہوں نے واضح کیا کہ اس خاکے کا مرکزی نکتہ متاثرہ آبادی کو ان کے گھروں اور محلوں میں واپس بسانا نہیں بلکہ غزہ کی وظیفہ نما حیثیت کی نئی تعریف ہے۔ منصوبے کے تحت ساحلی پٹی کو سرمایہ کاری کے زون میں بدلنے کی تجویز ہے جہاں تقریباً 180 سیاحتی ٹاورز تعمیر کیے جا سکتے ہیں جبکہ پٹی کے قلب میں وسیع صنعتی کمپلیکس اور جدید ڈیٹا مراکز قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ وسام عفیفہ کے مطابق یہ رجحان غزہ کو اس کے تاریخی قومی تشخص اور جڑوں سے کاٹ کر ایک ایسی معاشی ملازمت گاہ میں تبدیل کرنے کی کوشش ہے جہاں فیصلے اعداد و شمار اور سرحد پار سرمایہ کاروں کی زبان میں ہوں۔

منصوبے کے خطرناک پہلو: انہوں نے خبردار کیا کہ اس منصوبے کا سب سے خطرناک پہلو اس کا انفرا اسٹرکچر ہے، جس میں رہائشی علاقوں کے گرد دائرہ نما اور حلقوی سڑکوں کا جال بچھایا گیا ہے۔ ان کے مطابق یہ محض سڑکیں نہیں بلکہ نقل و حرکت پر کنٹرول اور سکیورٹی انتظام کے لیے انجینئرنگ ہتھکنڈے ہیں جن کے ذریعے ضرورت پڑنے پر غزہ کو تقسیم یا تکنیکی اور عسکری طور پر الگ تھلگ کیا جا سکتا ہے۔

وسام عفیفہ نے مزید کہا کہ بندرگاہ، ہوائی اڈے اور ریلوے کے وعدوں کے باوجود بنیادی سوال یہ ہے کہ ان تنصیبات پر خودمختار فیصلہ سازی کس کے ہاتھ میں ہوگی۔ ان کے بقول یہ منصوبہ سیاسی حقوق کے بدلے مادی خوشحالی کا لالچ دے کر تعمیر نو کو دباؤ کے آلے میں بدل دیتا ہے تاکہ نئے سکیورٹی اور انتظامی انتظامات مسلط کیے جا سکیں۔ یوں غزہ ایک ایسا شہری منصوبہ بن کر رہ جاتا ہے جو خودمختاری اور شناخت سے محروم ہو۔

فلسطینی وجود کے خاتمے کا منصوبہ: یورو میڈ یٹیرین آبزرویٹری کے سربراہ رامی عبدہ نے کہا کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ فلسطینی وجود کے خاتمے کا منظم منصوبہ ہے جو سدھانے، محکوم بنانے اور مکمل کنٹرول پر مبنی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس خاکے میں غزہ کے انتہائی جنوب میں ایک الگ تھلگ بندرگاہ، اندرونی طور پر منقسم علاقے جو سماجی تانے بانے کو چیر دیں گے، مشرق اور شمال میں غزہ کے وسیع رقبے کو ہڑپ کرنا اور جنوب و مشرق میں ایک ایسا گزرگاہ شامل ہے جو قابض اسرائیل کی سکیورٹی گرفت میں ہوگی۔

رامی عبدہ نے زور دیا کہ یہ منصوبہ بتدریج مراحل کے ذریعے قومی شناخت کو مسخ کرنے، پناہ گزینوں کے حقوق مٹانے، حق واپسی کے خاتمے اور عالمی اداروں کے کردار کو مفلوج کرنے پر مبنی ہے۔ اس کے ساتھ اسیران اور لاپتا افراد کے معاملات کو دھندلا کر غزہ کو ایک ایسی خدماتی خطہ بنا دیا جائے گا جو قابض اسرائیل کے منصوبوں کے لیے مکمل سکیورٹی کنٹرول میں ہو۔

امن کے نام پر قضیہ کی صفائی: مصنف اور سیاسی کارکن حسن بناجح نے کہا کہ نام نہاد گلوبل امن کونسل کا سب سے خطرناک ہدف غزہ کو نیست و نابود کرنا ہے۔ ان کے مطابق یہ محض عسکری تباہی یا جغرافیائی قبضے کے ذریعے نہیں بلکہ فلسطینی قضیہ کو سیاسی اور تاریخی طور پر ختم کرنے کی کوشش ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ غزہ سے قضیہ کی حیثیت چھین کر اسے ایک انسانی فائل یا سکیورٹی مسئلہ بنا دیا جائے اور جبری حل مسلط کیے جائیں جن میں جبری بے دخلی، بین الاقوامی انتظام، اسلحہ ضبطی یا آبادی کی ازسرنو انجینئرنگ شامل ہے۔ حسن بناجح نے کہا کہ اصل مقصد استقامت کی قوت توڑنا اور غزہ کو معرکہ حق و باطل کی مساوات سے باہر نکالنا ہے۔ ان کے بقول پیش کیا جانے والا امن درحقیقت جارحیت کے خاتمے کے بجائے حق دار کے خاتمے کا نام ہے۔

محدود اختیار اور اخراجی مزاج: عالمی سطح پر امریکہ کے سابق قومی سلامتی مشیر مائیکل موزوی نے کہا کہ گلوبل امن کونسل کا اختیار سلامتی کونسل کی قرارداد 2803 پر مبنی ہے جو صرف غزہ فائل تک محدود ہے اور سنہ 2027ء کے اختتام پر ختم ہو جائے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اقوام متحدہ کا مستقل متبادل نہیں۔

انہوں نے بتایا کہ ڈونلڈ ٹرمپ تاحیات کونسل کے سربراہ رہیں گے اور ویٹو کا واحد حق بھی انہی کے پاس ہوگا، جس سے اس ادارے کی جمہوری نوعیت اور خودمختاری پر سنگین سوالات جنم لیتے ہیں۔ انہوں نے مزید انکشاف کیا کہ مستقل رکنیت کے لیے کم از کم ایک ارب ڈالر کی مالی شراکت لازمی ہے، جو اس کونسل کو امیر ریاستوں کے کلب میں بدل سکتی ہے۔ یہ بات الجزیرہ کے حوالے سے سامنے آئی۔

قابض اسرائیلی توثیق اور فلسطینی آواز کی عدم موجودگی: قابض اسرائیلی امور کے محقق عادل شدید نے کہا کہ قابض حکومت کے سربراہ بنجمن نیتن یاہو اور ان کے اتحادی کونسل کے اندر سے اثر انداز ہو کر کسی بھی حقیقی امن کوشش کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اس فورم کو انتہا پسند قابض اسرائیلی نظریے کو جائز ٹھہرانے کے آلے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی تناظر میں فلسطینی میڈیا فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر ابراہیم المدھون نے کہا کہ فلسطینی اتھارٹی کو نظر انداز کرنا ایک امریکی اسرائیلی رجحان کی عکاسی کرتا ہے جس کا مقصد غزہ کو مغربی کنارے سے الگ کرنا اور تصفیے کے منصوبے اور بین الاقوامی قانونی حیثیت کو پامال کرنا ہے۔ ان کے مطابق فرانس اور برطانیہ کا دستخط نہ کرنا اس کونسل کی ساکھ اور اہداف پر سنجیدہ یورپی شکوک کو ظاہر کرتا ہے۔

چار مراحل پر مشتمل منصوبہ: جیرڈ کشنر نے آج جمعرات کے روز گلوبل امن کونسل کے سامنے غزہ پٹی کی تعمیر نو کا چار مراحل پر مشتمل منصوبہ پیش کیا اور اس بات پر زور دیا کہ اگلا مرحلہ حماس کی عسکری ونگ کو غیر مسلح کرنے پر مرکوز ہوگا۔ کشنر کے منصوبے کے مطابق سنہ 2035ء تک غزہ میں 25 ارب ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ آئندہ چند ہفتوں میں واشنگٹن میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے گی جہاں غزہ کی تعمیر نو کے لیے مختلف ممالک کی مالی شراکت کا اعلان کیا جائے گا، جیسا کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے مشیر کے بیانات میں کہا گیا۔ اس منصوبے میں ایک نئی بندرگاہ، نیا ہوائی اڈہ، ریل نیٹ ورک اور دائرہ نما اور مرکزی شاہراہوں کا قیام شامل ہے تاکہ پٹی کے شہروں کو آپس میں جوڑا جا سکے۔ امریکی عہدیدار کے مطابق منصوبے کا پہلا مرحلہ جنوبی غزہ میں رفح اور خان یونس پر توجہ دے گا جبکہ دوسرے مرحلے میں خان یونس کی توسیع کی جائے گی۔

قابض اسرائیل کی قلقیلیہ اور الخلیل میں بڑے پیمانے پر گرفتاری مہم

غزہ: قابض اسرائیلی فوج نے آج ہفتے کی علی الصبح قلقیلیہ، الخلیل اور مغربی کنارے کے مختلف علاقوں میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران متعدد افراد کو گرفتار کرلیا۔ ان کارروائیوں کے دوران فلسطینی شہریوں کے گھروں میں توڑ پھوڑ کی گئی اور گھریلو سامان کی توڑ پھوڑ اور لوٹ مار کی گئی۔ قلقیلیہ کے مشرق میں واقع بلدہ کفر قدوم پر دھاوے کے دوران قابض اسرائیلی افواج نے پانچ نوجوانوں کو گرفتار کیا۔ گرفتار ہونے والوں میں محمد شتیوی اشرف شتیوی وسام شتیوی عطا جمعہ اور ماجد جمعہ شامل ہیں۔ الخلیل میں قابض اسرائیلی افواج نے شمالی حصے میں واقع بلدہ بیت امر میں ایک گھر پر یلغار کے بعد شہری جمال ابو ماریہ کو گرفتار کرلیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے زخمی بیٹوں مالک عاصف اور محمد کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔ اسیران کے امور سے متعلق دفتر نے تصدیق کی کہ زخمی افراد کو گھروں پر چھاپوں کے بعد گرفتار کرنا اور حراست میں لینا ایک مرکب جرم ہے جو بین الاقوامی انسانی قانون کی صریح خلاف ورزی ہے۔ دفتر نے قابض اسرائیل کو منظم انداز میں جاری گرفتاری مہمات کے تناظر میں تمام زیر حراست فلسطینیوں کی جان اور سلامتی کا مکمل ذمہ دار قرار دیا۔ قابض اسرائیلی افواج نے رام اللہ کے مشرق میں واقع گاؤں المغیر سے تعلق رکھنے والے دو نوجوانوں کو الطیبہ چوک کے قریب قائم فوجی ناکے پر روک کر حراست میں لے لیا۔ اسی دوران قابض اسرائیلی افواج نے رام اللہ کے شمال میں واقع عطارہ فوجی ناکہ بند کر دیا جس کے باعث شہریوں کی آمد و رفت شدید متاثر ہوئی۔ قابض اسرائیلی افواج نے القدس کے شمال میں واقع قلندیا کیمپ کے اطراف میں بھی دراندازی کی۔

غزہ میں تعلیمی نظام کی منظم تباہی سے 3 تا 5 سال کا تعلیمی نقصان ہو چکا: انسانی حقوق کی وارننگ

غزہ: مرکز غزہ برائے انسانی حقوق نے غزہ کی پٹی میں تعلیمی شعبے کے مکمل انہدام پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مرکز نے کہا ہے کہ قابض اسرائیل کی مسلسل جارحیت کے نتیجے میں تعلیمی ڈھانچے کی وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی ہے جبکہ طلبہ اساتذہ اور تعلیمی اداروں کو براہ راست اور بالواسطہ طور پر نشانہ بنایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ قابض اسرائیلی حکام کی جانب سے فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کے امدادی ادارے انروا کے خلاف منظم دباؤ کی پالیسیوں نے صورت حال کو مزید سنگین بنا دیا ہے جس کے باعث لاکھوں بچوں کو تعلیم کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

مرکز نے آج ہفتے کے روز جاری اپنے بیان میں کہا کہ اقوام متحدہ کے اداروں کی تازہ ترین رپورٹس جن میں یونیسکو، انروا اور انسانی امور کے لیے اقوام متحدہ کا رابطہ دفتر 'اوچا' شامل ہے اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ غزہ پٹی میں تقریباً سات لاکھ 45 ہزار طلبہ اکتوبر سنہ 2023ء سے مسلسل تیسرے سال باقاعدہ تعلیم سے محروم ہیں۔ ان میں لگ بھگ 88 ہزار جامعات کے طلبہ شامل ہیں جن کا تعلیمی سفر مکمل طور پر رک چکا ہے۔ مرکز کے مطابق یہ ایک نہایت خطرناک مثال ہے جو فلسطینی بچوں اور نوجوانوں کی ایک پوری نسل کے ضائع ہو جانے کا خدشہ پیدا کر رہی ہے۔

اقوام متحدہ کی مصدقہ رپورٹس کے مطابق غزہ پٹی میں 95 تا 97 فیصد سکولوں اور تعلیمی تنصیبات کو جزوی یا مکمل نقصان پہنچا ہے۔ ان میں سرکاری سکول انروا کے زیر انتظام سکول اور نجی تعلیمی ادارے شامل ہیں۔ ان میں سے بڑی تعداد مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے جبکہ سینکڑوں سکول ایسے ہیں جو استعمال کے قابل نہیں رہے اور انہیں از سر نو تعمیر یا مکمل مرمت کی ضرورت ہے۔

حقوقی مرکز نے اس امر کی تصدیق کی کہ قابض اسرائیل کی جانب سے انروا کے کام کو محدود کرنے کی پالیسیاں جن میں اس کے تعلیمی مراکز کو نشانہ بنانا تعلیمی مواد اور سامان کی ترسیل میں رکاوٹیں ڈالنا فنڈنگ پر پابندیاں اور اس کے خلاف اشتعال انگیز اور بدنامی مہم شامل ہیں نے غزہ میں تعلیمی بحران کو براہ راست مزید گہرا کیا ہے۔

مرکز نے واضح کیا کہ انروا فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے تعلیم کی بنیادی سہولت فراہم کرنے والا سب سے بڑا ادارہ ہے جو سینکڑوں سکولوں کی نگرانی کرتا ہے اور دسیوں ہزار طلبہ کو بنیادی تعلیم فراہم کرتا ہے۔ مرکز کے مطابق انروا کی عملی صلاحیت کو کمزور کرنا پناہ گزین بچوں کی ایک بڑی تعداد کو تعلیم سے محروم کرنے اور تعلیمی عمل کی بحالی کے ہر امکان کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے۔

مرکز نے بتایا کہ قابض اسرائیلی فوجی جارحیت کے باعث تعلیمی برادری کو شدید جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ 20 ہزار سے زائد طلبہ شہید ہو چکے ہیں جبکہ 31 ہزار سے زیادہ مختلف نوعیت کی چوٹوں کا شکار ہوئے ہیں۔ تعلیمی شعبے سے وابستہ تقریباً 1037 اساتذہ اور انتظامی عملہ شہید ہوا جبکہ 4757 کے قریب زخمی ہوئے ہیں۔

مرکز نے کہا کہ ان نقصانات کے نتیجے میں سکول اور جامعات اپنے تعلیمی عملے سے خالی ہو چکی ہیں جس سے مستقبل میں تعلیمی نظام کی بحالی کی صلاحیت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں اور اساتذہ کو گہرے اور طویل المدتی نفسیاتی اثرات کا سامنا ہے۔

اسی سلسلے میں مرکز غزہ برائے انسانی حقوق نے نشاندہی کی کہ قابض اسرائیلی حکام کی جانب سے سخت محاصرے اور نقل و حرکت پر پابندیوں نے ہزاروں فلسطینی طلبہ کو غزہ سے باہر اپنی تعلیم مکمل کرنے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔

مرکز نے بتایا کہ اسے ایسے سینکڑوں طلبہ کی شکایات موصول ہوئیں جنہیں عرب اور بین الاقوامی جامعات میں داخلہ اور سرکاری تعلیمی وظائف مل چکے تھے مگر قابض اسرائیل نے انہیں گزرگاہوں سے سفر کی اجازت نہیں دی۔ اس کے نتیجے میں یہ طلبہ قیمتی تعلیمی مواقع سے محروم ہو گئے ان کے تعلیمی سال ضائع ہو گئے اور انہیں ان تخصصات سے بھی محرومی کا سامنا کرنا پڑا جو غزہ کے اندر دستیاب نہیں۔

مرکز نے زور دیا کہ اس طرح کی پابندیاں تعلیم اور نقل و حرکت کی آزادی کی صریح خلاف ورزی ہیں اور یہ اجتماعی سزا کی اس پالیسی کا حصہ ہیں جو نوجوانوں کو نشانہ بنا کر ان کے علمی اور پیشہ ورانہ مستقبل کو محدود کرنے کے لیے نافذ کی جا رہی ہے۔

ماہر رپورٹس کے مطابق طویل تعلیمی تعطل سکولوں کی تباہی انروا کے کردار کو محدود کرنے اور طلبہ کو سفر سے روکنے کے نتیجے میں ایک غیر معمولی تعلیمی خلا پیدا ہو چکا ہے جو عملی طور پر 3 تا 5 سال کی تعلیم کے ضیاع کے برابر ہے۔ مرکز نے خبردار کیا کہ اس کے انسانی ترقی سماجی استحکام اور معاشی مستقبل پر تباہ کن طویل المدتی اثرات مرتب ہوں گے اور اس سے غزہ میں اس نام نہاد ضائع شدہ نسل کے ابھرنے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔

اگرچہ کچھ بین الاقوامی اور مقامی اداروں جن میں انروا بھی شامل ہے نے عارضی تعلیمی متبادل فراہم کرنے کی محدود کوششیں کی ہیں تاہم مرکز کے مطابق مسلسل محاصرے اور نشانہ بنائے جانے کے باعث یہ کوششیں کم از کم تعلیمی ضروریات پوری کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

مرکز غزہ برائے انسانی حقوق نے اس بات پر زور دیا کہ غزہ میں تعلیمی شعبے کو قابض اسرائیل کی جانب سے نشانہ بنانا درحقیقت تعلیمی نسل کشی کے مترادف ہے جس کا مقصد اساتذہ طلبہ اور عملے کو شہید کرنا گرفتار کرنا بھوکا رکھنا بے گھر کرنا اور تعلیمی ڈھانچے کو منظم انداز میں تباہ کرنا ہے۔ مرکز نے قابض اسرائیلی حکام کو تعلیمی انفراسٹرکچر کی تباہی انروا کے کام میں رکاوٹیں ڈالنے اور طلبہ کو تعلیم اور آزادانہ نقل و حرکت سے محروم کرنے کا مکمل قانونی ذمہ دار قرار دیا۔

مرکز نے عالمی برادری اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ فلسطینی طلبہ کی نقل و حرکت کو یقینی بنایا جائے انہیں تحفظ فراہم کیا جائے اور انہیں فلسطین کے اندر اور باہر اپنے تعلیمی اداروں تک رسائی دی جائے۔

مرکز نے تعلیم کو نشانہ بنانے کے جرائم کی آزاد بین الاقوامی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ حملے الگ تھلگ واقعات نہیں بلکہ فلسطینی معاشرے کی بنیادیں توڑنے کے لیے جاری منظم جارحیت کا حصہ ہیں۔ مرکز نے واضح کیا کہ تعلیم پر حملوں کو کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا اور عالمی برادری کو ایک واضح پیغام دینا ہوگا کہ سکولوں اور جامعات کو نشانہ بنانے والوں کو جوابدہ ٹھہرایا جائے گا۔ مرکز نے عالمی برادری پر زور دیا کہ وہ تعلیمی نظام کی بحالی اور تعمیر نو کے لیے مالی تعاون کو یقینی بنائے انروا کے لیے پائیدار فنڈنگ فراہم کرے اور نفسیاتی و تعلیمی بحالی کے پروگراموں کی حمایت کرے۔

مرکز نے خبردار کیا کہ اس پیچیدہ تعلیمی تباہی پر عالمی خاموشی غزہ پٹی میں فلسطینیوں کی ایک پوری نسل کے مستقبل کو شدید خطرے میں ڈال رہی ہے۔

قابض اسرائیل کی یلغار، شمالی اور جنوبی الخلیل میں آنسو گیس کی شیلنگ، کئی بے ہوش، گرفتاریاں

غزہ: قابض اسرائیلی فوج کی جانب سے الخلیل کے شمالی اور جنوبی علاقوں میں چھاپوں کے دوران متعدد شہری آنسو گیس کی شیلنگ متاثر ہوئے جبکہ جنوبی حصے میں ایک شہری کو اس کے گھر پر دھاوا بول کر گرفتار کر لیا گیا۔ قابض اسرائیلی فورسز نے الخلیل گورنری کے شمال میں واقع بلدہ بیت

اُمر اور بیت اُولا پر یلغار کی جس کے نتیجے میں متعدد شہری زہریلی آنسو گیس سے دم گھٹنے کا شکار ہو گئے۔ اسی دوران جنوبی الخلیل میں بلدہ دورا میں ایک شہری کو اس کے گھر پر چھاپے کے بعد حراست میں لے لیا گیا۔ میڈیا کارکن محمد عوض نے بتایا کہ قابض اسرائیلی فورسز نے بلدہ بیت اُمر میں داخل ہو کر زہریلی آنسو گیس کے گولے داغے جس سے متعدد شہری دم گھٹنے کی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ فورسز نے بلدہ کے جنوب میں واقع خربہ القط میں کئی گھروں پر دھاوے بولے اور املاک کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ قابض اسرائیلی فورسز نے بلدہ بیت اُولا پر بھی یلغار کی جہاں شہریوں پر زہریلی آنسو گیس کی شیلنگ کی گئی۔ اس کارروائی کے نتیجے میں دم گھٹنے کے متعدد واقعات سامنے آئے جن کا علاج موقع پر ہی کیا گیا۔ اسی تناظر میں قابض اسرائیلی فورسز نے بلدہ دورا کے جنوب میں واقع گاؤں خرسا میں ایک بیکری پر دھاوا بولا اور اس کے مالک کو تشدد کا نشانہ بنایا جس کے باعث بیکری کو شدید مالی نقصان پہنچا۔ مقامی ذرائع کے مطابق قابض اسرائیلی فوجیوں نے دورا کے علاقے عیون ابو سیف میں ایک زیتون آئل مل پر یلغار کی جہاں انہوں نے اس کے اندر موجود سامان کو تہس نہس کر دیا اور بڑے پیمانے پر تباہی مچائی۔ بعد ازاں انہوں نے مل کے مالک شہری ابراہیم ابو شرار کو گرفتار کر لیا۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ قابض اسرائیلی فورسز نے الخلیل شہر کے جنوبی علاقے میں بھی داخل ہو کر برقان خاندان کے ایک گھر پر چھاپہ مارا اور وہاں موجود شہریوں پر تشدد کیا۔

امن و رواداری کے فروغ کے لیے رابطہ عالمِ اسلامی کی کوششیں: ڈیووس میں العیسیٰ کا خطاب

ڈیووس: رابطہ عالمِ اسلامی کے سیکریٹری جنرل اور ہیئتِ کبار العلماء کے چیئرمین ڈاکٹر محمد العیسیٰ نے ڈیووس فورم 2026 میں مذہبی و فکری شراکت کے سلسلے کی اختتامی نشست سے خطاب کرتے ہوئے گزشتہ برسوں کے دوران رابطہ کی جانب سے نافذ کی گئی نمایاں عالمی اقدامات اور پروگراموں کا جائزہ پیش کیا۔

ان میں سرفہرست مشرق و مغرب کے درمیان تفہیم اور تعاون کے پل تعمیر کرنے کا اقدام ہے، جسے اقوامِ متحدہ نے اس پہلی جامع پہل کے طور پر اپنایا جو تہذیبی تصادم کی ناگزیریت کے تصور، نفرت انگیز خطابات کی جڑوں اور ان کے اثرات کا احاطہ کرتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ڈیووس فورم کی جانب سے ڈاکٹر العیسیٰ کو اختتامی خطاب کے لیے منتخب کیا جانا رابطہ عالمِ اسلامی کی بڑھتی ہوئی عالمی حیثیت اور ثقافتوں و ادیان کے مابین مکالمے کے نئے دائرے قائم کرنے میں اس کے کردار کا اعتراف ہے، نیز یہ عالمی سطح پر تفہیم کے فروغ کے لیے مذہبی و فکری موجودگی کو مضبوط بنانے کی کوششوں کی عکاسی کرتا ہے۔

اپنے خطاب میں ڈاکٹر العیسیٰ نے اس امر پر زور دیا کہ اسلام اگرچہ ایک توحیدی عقیدہ ہے، مگر وہ ایسا تشریعی اور اخلاقی فریم ورک پیش کرتا ہے جو انسانی وقار اور انسان کی اپنی انتخابی ذمہ داری کی بنیاد رکھتا ہے۔

انہوں نے واضح کیا کہ عدل اور مساوات کی اقدار سماجی استحکام کی ضمانت اور بلا امتیاز حقوق کے تحفظ کا بنیادی ستون ہیں، جبکہ رحمت اسلامی اقداری نظام میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور امن و رواداری انسانی تعلقات کی اصل بنیاد ہیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ اقدار عالمی انسانی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں، جو بین الاقوامی معاہدات، خصوصاً اقوامِ متحدہ کے منشور میں راسخ ہیں، جہاں انسانی وقار کے تحفظ اور اقوام کے درمیان تعلقات کی تنظیم پر زور دیا گیا ہے۔

اس ضمن میں انہوں نے نشاندہی کی کہ اسلام نے اسی مفہوم کو تکمیلِ مکارمِ اخلاق کے اصول کے ذریعے بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر العیسیٰ نے اسلامی مسالک کے درمیان تفہیم کے فروغ کے لیے رابطہ کی کاوشوں پر بھی روشنی ڈالی، میثاقِ مکہ مکرمہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اسے 1200 سے زائد علما اور مفتیان نے منظور کیا اور تنظیمِ تعاونِ اسلامی نے اسے اختیار کیا۔

اسی طرح اسلامی مسالک کے درمیان پل سازی کی دستاویز کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ رابطہ عالمِ اسلامی دنیا بھر میں بڑی تعداد میں ائمہ کو ان دونوں دستاویزات کے مضامین پر تربیت دے رہا ہے، کیونکہ ان میں بقائے باہمی اور باہمی تفہیم کی اقدار شامل ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ میثاقِ مکہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ مسلمان دنیا کا ایک فعال حصہ ہیں اور عقائد، ادیان اور مسالک میں اختلاف ایک کائناتی حقیقت ہے۔

یہ دستاویز تہذیبی مکالمے کو بقائے باہمی کی رکاوٹوں پر قابو پانے کا مؤثر ترین راستہ قرار دیتی ہے اور ساتھ ہی اس بات کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ ادیان اپنے ماننے والوں کی غلطیوں سے بری ہیں۔

ڈاکٹر العیسیٰ نے اپنے خطاب کے اختتام پر امن سے وابستہ بین الاقوامی اداروں کے درمیان یکجہتی کی اہمیت پر زور دیا اور عوام کے درمیان دوستی اور تعاون کو ایسے قابلِ پیمائش اور پائیدار اقدامات کے ذریعے فروغ دینے کی ضرورت پر روشنی ڈالی جو انسانی سلامتی کو مضبوط بنائیں اور عالمی بقائے باہمی کے راستوں کو مزید گہرا کریں۔

غزہ پر قابض اسرائیل کی بمباری کا نیا سلسلہ، خان یونس میں شہری زخمی

غزہ: غزہ کی پٹی پر قابض اسرائیل کی جانب سے فضائی اور توپ خانے کی بمباری کی نئی جارحیت کے دوران جنوبی غزہ کے شہر خان یونس کے وسطی علاقے میں ایک فلسطینی شہری زخمی ہو گیا۔ یہ حملہ اس وقت کیا گیا جب سیز فائر معاہدے کی مسلسل خلاف ورزیاں جاری ہیں جو آج مسلسل 105 ویں روز بھی نافذ العمل ہے۔ طبی ذرائع نے بتایا کہ 47 سالہ فلسطینی شہری کو خان یونس کے وسط میں قابض اسرائیلی فائرنگ کے نتیجے میں سر پر گولی لگی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ عینی شاہدین کے مطابق قابض اسرائیل کے ایک ڈرون طیارے کواڈ کاپٹر نے عمارت جاسر کے چوراہے کے قریب شہری پر فائرنگ کی۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں سے معاہدے کی شقوں کے تحت قابض اسرائیلی فوج پہلے ہی پسپا ہو چکی تھی۔ اسی دوران قابض اسرائیلی جنگی طیاروں نے خان یونس کے جنوب مشرقی علاقوں پر فضائی حملے کیے جبکہ قابض اسرائیلی بحری کشتیوں نے شہر کے ساحل کی جانب اندھا دھند فائرنگ کی۔ غزہ پٹی کے وسطی حصے میں عینی شاہدین نے بتایا کہ قابض اسرائیلی فوجی گاڑیوں نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں سے مشرقی مغازی پناہ گزین کیمپ کی جانب گولہ باری کی جبکہ قابض اسرائیلی توپ خانے نے غزہ شہر کے مشرقی علاقوں کو شدید بمباری کا نشانہ بنایا۔ سیز فائر معاہدے کے نفاذ کے بعد سے قابض اسرائیلی خلاف ورزیوں کے نتیجے میں 496 فلسطینی شہید ہو چکے ہیں جبکہ 1301 دیگر زخمی ہوئے ہیں۔ یہ معاہدہ اس نسل کش جنگ کے بعد نافذ ہوا جس کا آغاز 8 اکتوبر سنہ 2023ء کو ہوا تھا اور جو دو برس تک جاری رہی۔

خطے کی تقسیم کی کسی بھی کوشش یا افواج کے متوازی ملیشیائیں قائم کرنے کو مسترد کرتے ہیں

مصری صدر کا کہنا ہے کہ 'ہم غزہ کی پٹی کے معاہدے پر عمل درآمد اور جبری بے دخلی کو مسترد کرنے پر زور دیتے ہیں'

مصری صدر عبدالفتاح السیسی نے کہا ہے کہ جن گروہوں نے ملیشیاؤں کو پھیلایا وہ خطے کے ممالک کی تباہی کا سبب بنے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ملیشیاؤں کے پھیلاؤ کی وجہ سے خطے میں عدم استحکام پیدا ہوا۔

مصری صدر آج ہفتے کے روز پولیس اکیڈمی میں یوم پولیس کی تقریب کے موقع پر خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے خطے کے ممالک کو تقسیم کرنے، ان کی زمین کا کوئی حصہ الگ کرنے یا فوج کے متوازی ملیشیائیں قائم کرنے کی کسی بھی کوشش کو قطعی اور فیصلہ کن طور پر مسترد کرنے پر زور دیا۔

السیسی نے غزہ کی پٹی کی صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ غزہ کی پٹی کے باشندوں کی جبری بے دخلی کا مطلب لاکھوں لوگوں کی یورپ اور مغرب کی طرف ہجرت ہے۔ انہوں نے مزید کہا "ہم غزہ کی پٹی کے معاہدے پر عمل درآمد اور جبری بے دخلی کو مسترد کرنے پر زور دیتے ہیں"۔

السیسی نے مزید کہا "ہم خطے کے ممالک کی تقسیم یا کسی بھی متوازی ادارے کو تسلیم کرنے کو مسترد کرتے ہیں"۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ 2014 سے اب تک مصر خطے کے کسی بھی ملک کے خلاف کسی سازش، تخریب کاری یا تباہی میں ملوث نہیں رہا۔ ان کا کہنا تھا کہ جدید ٹیکنالوجی نے سنگین فکری اور سیکورٹی چیلنجز پیدا کیے ہیں۔ مصری صدر کے مطابق جدید چیلنجوں کا مقابلہ صرف سیکورٹی نقطہ نظر سے نہیں کیا جا سکتا۔

انہوں نے مزید کہا "اللہ کے فضل سے ہم نے 2022 میں دہشت گردی کی لہر پر قابو پایا... 2011 سے 2022 تک ہم وطن کے بیٹوں (کے خون) کا بوجھ اٹھاتے رہے"۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مصر اپنی قومی سیکورٹی کی براہِ راست خلاف ورزی اور اسے نقصان پہنچانے کی ہرگز اجازت نہیں دے گا۔

القدس اور رام اللہ میں قابض اسرائیلی فوج کی سرپرستی میں آبادکاروں کی دہشت گردانہ کارروائیوں میں اضافہ

غزہ: قدس کے گاؤں مخماس میں صہیونی آبادکاروں نے فلسطینی کسانوں پر حملہ کیا۔ مقامی ذرائع کے مطابق مسلح آبادکاروں نے کھیتوں میں کام کرنے والے فلسطینی کسانوں پر دھاوا بول دیا اور انہیں اپنی زمینوں پر کام کرنے سے زبردستی روکنے کی کوشش کی۔ قابل ذکر ہے کہ چند روز قبل مخماس کے قریب خلہ السدرہ بدوی مجمع پر آبادکاروں کے حملے میں متعدد شہری اور غیر ملکی یکجہتی کارکن زخمی ہوئے تھے جبکہ کئی رہائشی مکانات اور دو گاڑیاں نذر آتش کر دی گئی تھیں۔

الخلیل میں شمالی علاقے وادی سعیر کے محافظ کے گھر پر آبادکار ملیشیاؤں کے حملے کے نتیجے میں ایک فلسطینی خاتون زخمی ہو گئی۔ رام اللہ میں آج ہفتہ کے روز صہیونی آبادکاروں نے شمالی رام اللہ کی بلدہ ترمسعیا میں ایک فلسطینی گھر پر حملہ کیا۔ مقامی ذرائع نے بتایا کہ بلدہ کی زمینوں پر قائم شیلوع نامی غیر قانونی بستی سے تعلق رکھنے والے آبادکاروں نے ابو عواد خاندان کے گھر کو نشانہ بنایا تاہم کسی جانی نقصان یا املاک کو نقصان پہنچنے کی اطلاع نہیں ملی۔ ذرائع کے مطابق حالیہ عرصے میں اس خاندان کے گھر پر آبادکاروں کے حملے مسلسل جاری ہیں جن کا مقصد ان پر جبری تنہائی مسلط کرنا ہے۔

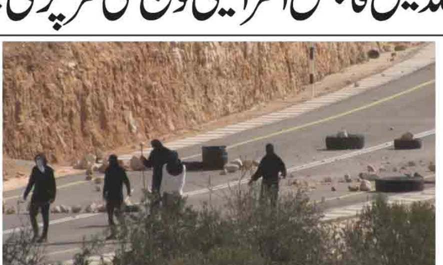

یاد رہے کہ قابض اسرائیلی فوج گزشتہ تین ماہ سے ابو عواد خاندان کے گھر کے اطراف وسیع پیمانے پر زمین ہموار کر رہی ہے ہزاروں دونم اراضی کو روند ڈالا گیا ہے اور چار ہزار سے زائد زیتون کے درخت جڑ سے اکھاڑ دیے گئے ہیں تاکہ بلدہ کے مغرب میں حال ہی میں قائم کی گئی ایک نئی آبادکاری چوکی کو فائدہ پہنچایا جا سکے۔ اسی تناظر میں آج ہفتہ کے روز رام اللہ کے شمال میں بلدہ سنجل میں صہیونی آبادکاروں نے فلسطینی شہریوں کی زمینوں پر اپنے مویشی چرا دیے۔

بلدیہ سنجل کے سربراہ معتز طوافشہ نے بتایا کہ آبادکاروں نے شمالی علاقے میں شہریوں کے گھروں کے قریب خصوصاً ابو العوف اور شعب النمر کے علاقوں میں مویشی چھوڑے جس کے نتیجے میں زرعی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔ انہوں نے بتایا کہ قابض اسرائیل سنہ 7 اکتوبر سنہ 2023ء سے شہریوں کو ان زمینوں تک رسائی سے روک رہا ہے جو تقریباً آٹھ ہزار دونم پر مشتمل ہیں۔ قابض حکام نے ان علاقوں کو فوجی زون قرار دے رکھا ہے حالانکہ یہ زمینیں شہریوں کے گھروں سے محض دو سو میٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ ادھر دیوار اور آبادکاری کے خلاف مزاحمتی کمیشن نے گذشتہ ماہ کے دوران آبادکاروں کی 766 کارروائیوں کو دستاویزی شکل دی جن میں سب سے زیادہ حملے رام اللہ اور البیرہ میں 195 نابلس میں 179 اور الخلیل میں 126 ریکارڈ کیے گئے۔ دوسری جانب قابض اسرائیلی فوج نے آج ہفتہ کے روز بیت لحم کے جنوب میں واقع گاؤں مراح رباح کے داخلی راستے پر فوجی ناکہ قائم کر کے متعدد فلسطینی نوجوانوں کو حراست میں لے لیا۔ مقامی ذرائع کے مطابق قابض فوج نے ناکے پر شہریوں کے شناختی کارڈ چیک کیے اور گاڑیوں کی تلاشی لی جس کے باعث شدید ٹریفک جام پیدا ہو گیا۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ قابض فوج نے کئی نوجوانوں کو ان کی گاڑیاں روک کر مذکورہ ناکے پر حراست میں رکھا۔

قابض اسرائیل ریاستی جبر کے ہتھکنڈے کے ذریعے فلسطینیوں کو بے دخل کر رہا ہے: حماس

غزہ: اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے رہنما محمود مرداوی نے زور دے کر کہا ہے کہ قابض اسرائیل کی جانب سے 15 نئے فلسطینی خاندانوں کو شلال العوجا کے اور اریحا سے بے دخل کرنا اور اس سے قبل اسی علاقے کے 94 خاندانوں کی بے دخلی ایک منظم منصوبہ ہے جس کا مقصد زمین کو اس کے اصلی مالکوں سے خالی کرانا ہے۔ یہ ایک مکمل طور پر منظم جبری بے دخلی کا جرم ہے جو دنیا کے سامنے کھل کر انجام دیا جا رہا ہے۔ مرداوی نے ایک پریس بیان میں خبردار کیا کہ قابض اسرائیل کی جانب سے مختلف فلسطینی گورنریوں میں خاندانوں کو بے دخل کرنے کے اقدامات، جن میں روزمرہ زندگی میں قدغنیں، دھمکیاں، املاک کی ضبطی، مکانات کی تباہ کاری اور بار بار حملے شامل ہیں، انتہائی خطرناک ہیں۔ اس کے ساتھ قابض اسرائیل نئی آبادکاری چوکیوں کو امر واقعہ کی پالیسی کے تحت قائم کر رہا ہے۔

انہوں نے زور دے کر کہا کہ آج شلال العوجا کے باشندوں کی بے دخلی پر خاموش رہنا، کل دیگر فلسطینی قصبوں کو جڑ سے اکھاڑنے کے دروازے کھولنا ہے۔ منصوبہ صرف اس ایک ہاؤسنگ سوسائٹی تک محدود نہیں بلکہ اس کا ہدف پورے فلسطینی وجود کو وادیوں اور مکمل مغربی کنارے میں ختم کرنا ہے۔ مرداوی نے عالمی برادری سے اپیل کی کہ وہ قابض اسرائیل کو روکنے کے لیے بھرپور کارروائی کرے، اس کے خلاف تمام مؤثر اور زبردست پابندیاں لگائے اور اس کی آبادکاری کی پھیلاؤ کو ہر ممکن طریقے سے روکے۔ ساتھ ہی انہوں نے مزاحمتی کارروائیوں اور عوامی حمایت کو بڑھانے پر بھی زور دیا۔

Sahafat Urdu Daily Birmingham (U.K.) Web Edition, Published by Nagma Amir from Teddington Grove, Perry Barr, Birmingham B 42IRG U.K.
Proprietor and Group Editor: Aman Abbas, Resident Editor: Amir Mehdi, (Responsible for the selection of News) Bureau Chief: Nagma Amir, E-mail: naghmaamir@rediffmail.com, Mobile:+447897386368

غزل

• افتخار عارف

بکھر جائیں گے ہم کیا جب تماشا ختم ہوگا
مرے معبود آخر کب تماشا ختم ہوگا
چراغ حجرۂ درویش کی بجھتی ہوئی لو
ہوا سے کہہ گئی ہے اب تماشا ختم ہوگا
کہانی میں نئے کردار شامل ہو گئے ہیں
نہیں معلوم اب کس ڈھب تماشا ختم ہوگا
کہانی آپ الجھی ہے کہ الجھائی گئی ہے
یہ عقدہ تب کھلے گا جب تماشا ختم ہوگا
زمیں جب عدل سے بھر جائے گی نور علیٰ نور
بنام مسلک و مذہب تماشا ختم ہوگا
یہ سب کٹھ پتلیاں رقصاں رہیں گی رات کی رات
سحر سے پہلے پہلے سب تماشا ختم ہوگا
تماشا کرنے والوں کو خبر دی جا چکی ہے
کہ پردہ کب گرے گا کب تماشا ختم ہوگا
دل نا مطمئن ایسا بھی کیا مایوس رہنا
جو خلق اٹھی تو سب کرتب تماشا ختم ہوگا

☆☆☆

غزل

• حسرتؔ جے پوری

شمع میں طاقت کہاں جو ایک پروانہ میں ہے
لطف جلنے میں نہیں جل جل کے مرجانے میں ہے
چاندنی راتوں میں اکثر سوچتا رہتا ہوں میں
کس کی یہ تصویر ہے جو دل کے ویرانے میں ہے
مے کی مستی تو اتر جاتی ہے تھوڑی دیر میں
زندگی بھر کا نشہ آنکھوں کے پیمانے میں ہے
تو کہے تو آسماں کی دھجیاں کر دوں صنم
آج اک ایسی ہی وحشت تیرے دیوانے میں ہے

۔۔شرح نما۔۔

زباں کا زاویہ لفظوں کی خو سمجھتا ہے
میں اس کو آپ پکاروں وہ تو سمجھتا ہے

• امیر مہدی۔ برمنگھم، برطانیہ

تشریح:
زیر تفہیم شعر بظاہر سادہ اور رواں محسوس ہوتا ہے، مگر اس کی معنوی سطحیں نہایت گہری اور تہہ دار ہیں۔ شاعر نے زبان، لفظ، مخاطب اور فہم کے باہمی رشتے کو جس لطیف انداز میں سمیٹا ہے، وہ اردو غزل کی روایت میں احترام، قربت، شعور اور سماجی نفسیات سب کو ایک ساتھ جوڑ دیتا ہے۔

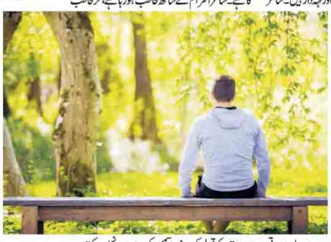

اس شعر کی پہلی سطر میں شاعر ''زباں کا زاویہ'' کی ترکیب استعمال کرتا ہے، جو محض لسانی ساخت کا حوالہ نہیں بلکہ انسانی رویے، نیت اور باطنی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔

''زاویہ'' یہاں محض رخ یا سمت نہیں بلکہ اندازِ بیان، لہجہ، صوتی آہنگ اور وہ غیر مرئی کیفیت ہے جو بولنے والے کے دل سے نکل کر لفظوں میں ڈھلتی ہے۔ زبان جب حرکت میں آتی ہے تو وہ صرف معنیٰ نہیں پہنچاتی بلکہ اپنا مزاج، اپنا رویہ، اپنی خو بھی منتقل کرتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ زبان کا زاویہ لفظوں کی خو سمجھتا ہے، یعنی زبان یہ پہچان لیتی ہے کہ لفظ کس نیت، کس جذبے اور کس درجۂ احترام یا بے تکلفی کے ساتھ ادا کیا جا رہا ہے۔ گویا لفظ محض لغوی اکائیاں نہیں بلکہ ان کے ساتھ ایک اخلاقی اور جذباتی شناخت بھی جڑی ہوئی ہے۔

لفظوں کی ''خو'' کہنا بہت معنی خیز ہے۔ خو عادت، طبیعت اور فطری میلان کو کہتے ہیں۔ شاعر نے لفظوں کو جاندار بنا کر پیش کیا ہے، جیسے الفاظ بھی انسانوں کی طرح اپنی طبیعت رکھتے ہوں۔ کچھ لفظ نرم ہوتے ہیں، کچھ سخت، کچھ مانوس، کچھ اجنبی۔ زبان کا زاویہ، یعنی بولنے والے کا داخلی زاویۂ نظر، اس بات کا تعین کرتا ہے کہ کون سا لفظ کس خو کے ساتھ ادا ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی لفظ کبھی محبت بن جاتا ہے اور کبھی طنز، کبھی احترام اور کبھی تحقیر۔

دوسری سطر میں شاعر اس نظری تصور کو ایک نہایت سادہ مگر گہری مثال کے ذریعے واضح کرتا ہے: ''میں اس کو آپ پکاروں وہ تو سمجھتا ہے''۔ اردو زبان میں ''آپ'' اور ''تو'' محض ضمیر نہیں بلکہ تہذیبی، سماجی اور نفسیاتی علامتیں ہیں۔ ''آپ'' احترام، فاصلے، شائستگی اور رسمی تعلق کی علامت ہے، جب کہ ''تو'' قربت، بے تکلفی، یا بعض اوقات تحقیر اور برتری کے احساس کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں اگر اسے ''آپ'' کہہ کر مخاطب کروں تو وہ اسے ''تو'' سمجھتا ہے۔ اس ایک جملے میں انسانی رشتوں کی ایک پوری المیہ داستان پوشیدہ ہے۔

یہاں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسئلہ لفظ کا نہیں، فہم کا ہے۔ شاعر احترام کے ساتھ مخاطب ہو رہا ہے، مگر مخاطب اس احترام کو قبول کرنے یا سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ وہ ''آپ'' میں چھپے وقار، شائستگی اور حسنِ نیت کو محسوس نہیں کر پاتا اور اسے ''تو'' کی سطح پر لے آتا ہے۔ اس سے یہ نکتہ ابھرتا ہے کہ اصل فرق بولنے والے کی نیت سے زیادہ سننے والے کی ذہنی ساخت میں ہوتا ہے۔ اگر ذہن میں احترام کی قدر نہ ہو تو احترام کے لفظ بھی بے معنی ہو جاتے ہیں۔

یہ شعر انسانی نفسیات کی ایک نہایت تلخ حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ بعض اوقات لوگ اپنی کم ظرفی، احساسِ کمتری یا ضد کی وجہ سے دوسروں کی شائستگی کو بھی تحقیر سمجھ لیتے ہیں۔ شاعر کا ''میں'' یہاں ایک حساس، مہذب اور شعور یافتہ ذات کی نمائندگی کرتا ہے، جب کہ ''وہ'' ایک ایسی ذہنی کیفیت کا استعارہ ہے جو زبان کی باریکیوں اور رشتوں کی نزاکتوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

''آپ'' اور ''تو'' کی تفصیل پر غور کیا جائے تو اردو تہذیب میں ''آپ'' کا استعمال صرف بڑوں یا اجنبیوں کے لیے نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک اخلاقی رویہ ہے۔ ''آپ'' کہہ کر مخاطب کرنا دراصل دوسرے کو اپنی ذات کے برابر یا اس سے بلند مقام دینا ہے۔ اس کے برعکس ''تو'' کا استعمال اگرچہ بعض رشتوں میں محبت اور اپنائیت کی علامت بھی ہو سکتا ہے، مگر عمومی سماجی سیاق میں یہ برتری، بیادبی یا حد سے بڑھی ہوئی قربت کا اظہار بن جاتا ہے۔ شاعر کے شعر میں ''تو'' منفی معنویت کے ساتھ آیا ہے، کیونکہ مخاطب ''آپ'' کو بھی ''تو'' کی سطح پر سمجھ رہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ شاعر نے یہ نہیں کہا کہ ''وہ مجھے تو کہتا ہے''، بلکہ یہ کہا ہے کہ ''وہ تو سمجھتا ہے''۔ یعنی معاملہ زبان سے نکلے ہوئے لفظ کا نہیں بلکہ فہم اور ادراک کا ہے۔ مخاطب کے ذہن میں پہلے ہی ایک خاص زاویہ موجود ہے، وہ ہر خطاب کو اسی زاویے سے دیکھتا ہے۔ یہیں پہلی سطر کا مفہوم پوری طرح واضح ہوتا ہے: زبان کا زاویہ لفظوں کی خو سمجھتا ہے۔ مگر اگر سننے والے کا زاویہ ہی ٹیڑھا ہو تو لفظوں کی اصل خو مسخ ہو جاتی ہے۔

یہ شعر معاشرتی ناہمواری، طبقاتی تفاوت اور طاقت کے رشتوں پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ بعض اوقات طاقت یا برتری کے زعم میں مبتلا لوگ دوسروں کے احترام کو بھی کمزوری سمجھ لیتے ہیں۔ شاعر کا شکوہ دراصل اسی ذہنیت کے خلاف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں شائستگی سے بات کرتا ہوں، مگر سامنے والا اسے برابری یا احترام کے بجائے اپنے حقِ بالادستی کے طور پر دیکھتا ہے۔

اگر اس شعر کو عشقیہ تناظر میں دیکھا جائے تو بھی اس کے معنی کم نہیں ہوتے۔ محبوب کو ''آپ'' کہنا عاشق کی عاجزی اور ادب کو ظاہر کرتا ہے، مگر اگر محبوب اسے ''تو'' سمجھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ محبوب عاشق کے جذبے کی قدر نہیں کر رہا۔ یوں یہ شعر یک طرفہ محبت، ناسمجھی اور جذباتی فاصلے کا استعارہ بھی بن جاتا ہے۔

اب اگر اس شعر کے عروضی پہلو کی طرف آئیں تو شاعر نے اسے بحرِ میں کہا ہے، جس کا وزن ہے: مفاعِلن فَعِلاتن مفاعِلن فِعلن۔۔۔۔۔ یہ بحر اپنی روانی اور نرم آہنگ کے باعث فکری اور معنوی اشعار کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔ اس بحر میں ایک خاص ٹھہراؤ اور وقار پایا جاتا ہے، جو شعر کے مفہوم سے ہم آہنگ ہے۔ ''زباں کا زاویہ لفظوں کی خو سمجھتا ہے'' میں مفاعلن اور فعلاتن کی ترتیب زبان کے اسی زاویے کو صوتی سطح پر بھی ظاہر کرتی ہے۔ مصرعے کا آہنگ قاری کو رک کر سوچنے پر مجبور کرتا ہے، جیسے زبان خود اپنے زاویے پر غور کر رہی ہو۔ دوسرے مصرعے میں آخری ''فِعلن'' پر آ کر بات ایک معنی خیز ٹھہراؤ پر ختم ہوتی ہے، جو اس شکوے کو مزید گہرا کر دیتا ہے۔

یہ شعر مجموعی طور پر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ زبان محض اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور تہذیبی عمل ہے۔ لفظوں کی قدر و قیمت بولنے والے سے زیادہ سننے والے کے شعور پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر شعور وسیع ہو تو ''آپ'' میں احترام نظر آتا ہے، اور اگر شعور تنگ ہو تو ''آپ'' بھی ''تو'' بن جاتا ہے۔ شہپر رسول نے نہایت اختصار میں انسانی رشتوں، زبان کی نفسیات اور سماجی رویّوں پر ایک بھرپور تبصرہ کر دیا ہے، جو قاری کو دیر تک سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

۔۔۔دو شاعر ایک زمین۔۔۔

غزل

• اصغر گونڈوی

ایک ایسی بھی تجلی آج مے خانے میں ہے
لطف پینے میں نہیں ہے بلکہ کھو جانے میں ہے
معنیِ آدم کجا اور صورتِ آدم کجا
یہ نہاں خانے میں تھا اب تک نہاں خانے میں ہے
خرمن بلبل تو پھونکا عشق آتش رنگ نے
رنگ کو شعلہ بنا کر کون پروانے میں ہے
جلوۂ حسن پرستش گرمیٔ حسن نیاز
ورنہ کچھ کعبے میں رکھا ہے نہ بت خانے میں ہے
رند خالی ہاتھ بیٹھے ہیں اڑا کر جزو و کل
اب نہ کچھ شیشے میں ہے باقی نہ پیمانے میں ہے
میں یہ کہتا ہوں فنا کو بھی عطا کر زندگی
تو کمالِ زندگی کہتا ہے مر جانے میں ہے
جس پہ بت خانہ تصدق جس پہ کعبہ بھی نثار
ایک صورت ایسی بھی سنتے ہیں بت خانے میں ہے
کیا بہار نقش پا ہے اے نیاز عاشقی
لطف سر رکھنے میں کیا سر رکھ کے مر جانے میں ہے
بے خودی میں دیکھتا ہوں بے نیازی کی ادا
کیا فنائے زندگی خود حسن بن جانے میں ہے

غزل

• جگرؔ مرادآبادی

اِک مئے بینام، جو اِس دِل کے پیمانے میں ہے
وہ کِسی شِیشے میں ہے، ساقی، نہ میخانے میں ہے
پُوچھنا کیا، کتنی وُسعت میرے پیمانے میں ہے
سب اُلٹ دے ساقیا! جتنی بھی میخانے میں ہے
یوں تو ساقی، ہر طرح کی، تیرے میخانے میں ہے
وہ بھی تھوڑی سی، جو اُن آنکھوں کے پیمانے میں ہے
ایک ایسا راز بھی دِل کے نِہاں خانے میں ہے
لُطف جس کا کُچھ سمجھنے میں نہ سمجھانے میں ہے
یاد ایاّمے، کہ جب تھا ہر نَفَس اِک زندگی!
زندگی اب ہر نَفَس کے ساتھ مرجانے میں ہے
ایک کیفِ نا تمام درد کی لذّت ہی کیا؟
درد کی لذّت سراپا درد بن جانے میں ہے
غرق کردے تُجھ کو زاہد! تیری دُنیا کو خراب!
کم سے کم اِتنی تو ہر مے کش کے پیمانے میں ہے
پھر نقاب اُس نے اُلٹ کر روحِ تازہ پُھونک دی
اب نہ کعبے میں ہے سنّاٹا نہ بُت خانے میں ہے
مُنتشر کردے اِسے بھی حُسنِ بے پایاں کے ساتھ
زندگی شیرازۂ دِل کے بکھر جانے میں ہے
پی بھی جا زاہد! خُدا کا نام لے کر پی بھی جا
بادۂ کوثر کی بھی اِک موج پیمانے میں ہے
شیشہ مست و بادہ مست و حُسن مست و عِشق مست
آج پینے کا مزہ، پی کر بہک جانے میں ہے
بے تحاشہ پی رہے ہیں کب سے رِندانِ الست
آج بھی اُتنی ہی مے ہر دِل کے پیمانے میں ہے

• غلام عباس، کراچی، پاکستان

جیسے ہی رات کا اندھیرا پھیلتا، یہ مکان گیسوں کی روشنی سے جگمگا اٹھتے جو جا بجا سنگ مرمر کے آدھے کھلے ہوئے کنولوں میں نہایت صفائی سے چھپائے گئے تھے اور ان مکانوں کی کھڑکیوں اور دروازوں کے کواڑوں کے شیشے جو پھول پتیوں کی وضع کے کاٹ کر جڑے گئے تھے، ان کی قوس قزح کے رنگوں کی سی روشنیاں دور سے جھلمل جھلمل کرتی ہوئی نہایت بھلی معلوم ہوتیں۔ یہ بیسوائیں، بناؤ سنگار کیے برآمدوں میں ٹہلتیں، آس پاس والیوں سے باتیں کرتیں، ہنستیں کھکھلاتیں۔ جب کھڑے کھڑے تھک جاتیں تو اندر کمرے میں چاندنی کے فرش پر گاؤ تکیوں سے لگ کر بیٹھ جاتیں۔ ان کے سازندے ساز ملاتے رہتے اور یہ چھالیہ کترتی رہتیں۔ جب رات ذرا بھیگ جاتی تو ان کے ملنے والے ٹوکروں میں شراب کی بوتلیں اور پھل پھلاری لیے اپنے دوستوں کے ساتھ موٹروں یا تانگوں میں بیٹھ کر آتے۔ اس بستی میں جن کے قدم رکھتے ہی ایک خاص گہما گہمی اور چہل پہل ہونے لگتی۔ نغمہ و سرود، ساز کے سر، رقص کرتی ہوئی نازنینوں کے گھنگھروؤں کی آواز، قلقلِ مینا میں مل کر ایک عجیب سرور کی سی کیفیت پیدا کر دیتی۔ عیش و مستی کے ان ہنگاموں میں معلوم بھی نہ ہوتا اور رات بیت جاتی۔

ان بیسواؤں کو اس بستی میں آئے ہوئے چند روز ہی ہوئے تھے کہ دکانوں کے کرایہ دار پیدا ہو گئے، جن کا کرایہ اس بستی کو آباد کرنے کے خیال سے بہت ہی کم رکھا گیا تھا۔ سب سے پہلے جو دکان دار آیا وہ وہی بڑھیا تھی جس نے سب سے پہلے مسجد کے سامنے درخت کے نیچے خوانچہ لگایا تھا۔ دکان کو پر کرنے کے لیے بڑھیا اور اس کا لڑکا سگریٹوں کے بہت سے ڈبے اٹھا لائے اور اسے منبر کے طاقوں میں سجا کر رکھ دیا گیا۔ بوتلوں میں رنگ دار پانی بھر دیا گیا تا کہ معلوم ہو کہ شربت کی بوتلیں ہیں۔

بڑھیا نے اپنی بساط کے مطابق کاغذی پھولوں اور سگریٹ کی ڈبیوں سے بنائی ہوئی بیلوں سے دکان کی کچھ آرائش بھی کی، بعض ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی تصویریں بھی پرانے رسالوں سے نکال کر لئی سے دیواروں پر چپکا دیں۔ دکان کا اصل مال دو تین قسم کے سگریٹ کے تین تین چار چار پیکٹوں، بیڑی کے آٹھ دس بنڈلوں یا دیا سلائی کی نصف درجن ڈبیوں، پان کی ڈھولی، پینے کے تمباکو کی تین چار ٹکیوں اور موم بتی کے نصف بنڈل سے زیادہ نہ تھا۔

دوسری دکان میں ایک بنیا، تیسری میں حلوائی اور شیر فروش، چوتھی میں قصائی، پانچویں میں کبابی اور چھٹی میں ایک کنجڑا آ بسے۔ کنجڑا آس پاس کے دیہات سے سستے داموں چار پانچ قسم کی سبزیاں لے آتا اور یہاں خاصے منافع پر بیچ دیتا۔ ایک آدھ ٹوکرا پھلوں کا بھی رکھ لیتا۔ چونکہ دکان خاصی کھلی تھی، ایک پھول والا اس کا ساجھی بن گیا۔ وہ دن بھر پھولوں کے ہار، گجرے اور طرح طرح کے گہنے بناتا رہتا اور شام کو انہیں چنگیر میں ڈال کر ایک ایک مکان پر لے جاتا اور نہ صرف پھول ہی بیچ آتا بلکہ ہر جگہ ایک ایک دو دو گھڑی بیٹھ، سازندوں سے گپ شپ بھی ہانک لیتا اور حقے کے دم بھی لگا آتا۔ جس دن تماش بینوں کی کوئی ٹولی اس کی موجودگی میں ہی کوٹھے پر چڑھ آتی اور گانا بجانا شروع ہو جاتا تو وہ سازندوں کے ناک بھوں چڑھانے کے باوجود گھنٹوں اٹھنے کا نام نہ لیتا، مزے مزے سے گانے پر سر دھنتا اور بیوقوفوں کی طرح ایک ایک کی صورت تکتا رہتا۔ جس دن رات زیادہ گزر جاتی اور کوئی ہار بچ جاتا تو اسے اپنے گلے میں ڈال لیتا اور بستی کے باہر گلا پھاڑ پھاڑ کر گاتا پھرتا۔

ایک دن ایک بیسوا کا باپ اور بھائی جو درزیوں کا کام جانتے تھے، سینے کی ایک مشین رکھ کر بیٹھ گئے۔ ہوتے ہوتے ایک حجام بھی آ گیا اور اپنے ساتھ ایک رنگریز کو بھی لیتا آیا۔ اس کی دکان کے باہر الگنی پر لٹکتے ہوئے طرح طرح کے رنگوں کے دوپٹے ہوا میں لہراتے ہوئے آنکھوں کو بھلے معلوم ہونے لگے۔

چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک ٹٹ پونجیے بساطی نے جس کی دکان شہر میں چلتی نہ تھی، بلکہ اسے دکان کا کرایہ نکالنا بھی مشکل ہو جاتا تھا، شہر کو خیر باد کہہ کر اس بستی کا رخ کیا۔ یہاں پر اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اس کے طرح طرح کے لونڈر، قسم قسم کے پاؤڈر، صابن، کنگھیاں، بٹن، سوئی، دھاگا، لیس، فیتے، خوشبودار تیل، رومال، منجن وغیرہ کی خوب بکری ہونے لگی۔

اس بستی کے رہنے والوں کی سرپرستی اور ان کے مربیانہ سلوک کی وجہ سے اسی طرح دوسرے تیسرے روز کوئی نہ کوئی ٹٹ پونجیا دکاندار، کوئی بزاز، کوئی پنساری، کوئی بچھ بند، کوئی نانبائی مندے کی وجہ سے یا شہر کے بڑھتے ہوئے کرایے سے گھبرا کر اس بستی میں آ پناہ لیتا۔

ایک بڑے میاں عطار جو حکمت میں بھی کسی قدر دخل رکھتے تھے، ان کا جی شہر کی گنجان آبادی اور حکیموں اور دوا خانوں کی افراط سے جو گھبرایا تو وہ اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر شہر سے اٹھ آئے اور اس بستی میں ایک دکان کرایہ پر لے لی۔ سارا دن بڑے میاں اور ان کے شاگرد دواؤں کے ڈبوں، شربت کی بوتلوں اور مربے، چٹنی، اچار کے بویاموں کو الماریوں اور طاقوں میں اپنے اپنے ٹھکانے پر رکھتے رہے۔ ایک طاق میں طب اکبر، قرابادین قادری اور دوسری طبی کتابیں جما کر رکھ دیں۔ کواڑوں کی اندرونی جانب اور دیواروں کے ساتھ جو جگہ خالی بچی وہاں انہوں نے اپنے خاص الخاص مجربات کے اشتہارات سیاہ روشنائی سے جلی لکھ کر اور دفتیوں پر چپکا کر آویزاں کر دیے۔ ہر روز صبح کو بیسواؤں کے ملازم گلاس لے لے کر آ موجود ہوتے اور شربتِ بزوری، شربتِ بنفشہ، شربتِ انار اور ایسے ہی اور نزہت بخش، روح افزا شربت و عرق، خمیرہ گاؤزباں اور تقویت پہنچانے والے مربے مع ورق ہائے نقرہ لے جاتے۔

جو دکانیں بچ رہیں، ان میں بیسواؤں کے بھائی بندوں اور سازندوں نے اپنی چارپائیاں ڈال دیں۔ دن بھر یہ لوگ ان دکانوں میں تاش، چوسر اور شطرنج کھیلتے، بدن پر تیل ملواتے، سبزی گھوٹتے، بٹیروں کی پالیاں کراتے، تیتروں سے ''سبحان تیری قدرت'' کی رٹ لگواتے اور گھڑا بجا بجا کر گاتے۔

ایک بیسوا کے سازندے نے ایک دکان خالی دیکھ کر اپنے بھائی کو جو ساز بنانا جانتا تھا اس میں لا بٹھایا۔ دکان کی دیواروں کے ساتھ ساتھ کیلیں ٹھونک کر ٹوٹی پھوٹی مرمت طلب سارنگیاں، ستار، طنبورے، دلربا وغیرہ ٹانگ دیے گئے۔ یہ شخص ستار بجانے میں بھی کمال رکھتا تھا۔ شام وہ اپنی دکان میں ستار بجاتا، جس کی میٹھی آواز سن کر آس پاس کے دکان دار اپنی دکانوں سے اٹھ اٹھ کر آ جاتے اور دیر تک بت بنے ستار سنتے رہتے۔ اس ستار نواز کا ایک شاگرد تھا جو ریلوے کے دفتر میں کلرک تھا۔ اسے ستار سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جیسے ہی دفتر سے چھٹی ہوئی، سیدھا سائیکل اڑاتا ہوا اس بستی کا رخ کرتا اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دکان ہی میں بیٹھ کر مشق کیا کرتا۔ غرض اس ستار نواز کے دم سے بستی میں خاصی رونق رہنے لگی۔

مسجد کے ملا جی، جب تک تو یہ بستی زیر تعمیر رہی رات کو دیہات اپنے گھر چلے جاتے رہے۔ مگر اب جب کہ انہیں دونوں وقت مرغن کھانا بافراط پہنچنے لگا تو وہ رات کو بھی یہیں رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ بعض بیسواؤں کے گھروں سے بچے بھی مسجد میں پڑھنے آنے لگے، جس سے ملا جی کو روپے پیسے کی آمدنی بھی ہونے لگی۔

ایک شہر شہر گھومنے والی گھٹیا درجہ کی تھیٹریکل کمپنی کو جب زمین کے چڑھتے ہوئے کرایہ اور اپنی بے مائیگی کے باعث شہر میں کہیں جگہ نہ ملی تو اس نے اس بستی کا رخ کیا اور ان بیسواؤں کے مکانوں سے کچھ فاصلہ پر میدان میں تنبو کھڑے کر کے ڈیرے ڈال دیے۔

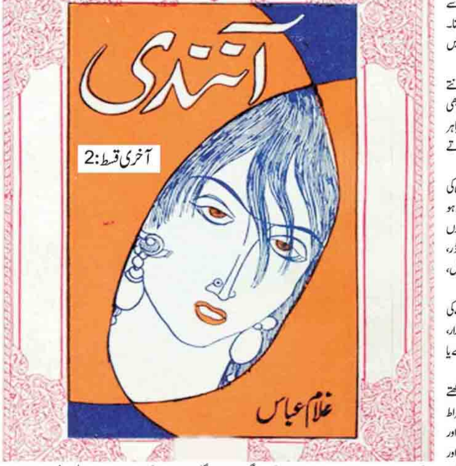

اس کے ایکٹر اداکاری کے فن سے محض نابلد تھے۔ ان کے ڈریس پھٹے پرانے تھے جن کے بہت سے ستارے جھڑ چکے تھے اور یہ لوگ تماشہ بھی بہت دقیانوسی دکھاتے تھے، مگر اس کے باوجود یہ کمپنی چل نکلی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ٹکٹ کے دام بہت کم تھے۔ شہر کے مزدور پیشہ لوگ، کارخانوں میں کام کرنے والے اور غریب غربا جو دن بھر کی کڑی محنت مشقت کی کسر شور و غل، خرمستیوں اور ادنیٰ عیاشیوں سے نکالنا چاہتے تھے، پانچ پانچ چھ چھ کی ٹولیاں بنا کر، گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے، ہنستے بولتے، بانسری اور الغوزے بجاتے، راہ چلتوں پر آوازے کستے، گالی گلوچ بکتے، شہر سے پیدل چل کر تھیٹر دیکھنے آتے اور لگے ہاتھوں بازارِ حسن کی سیر بھی کر جاتے۔ جب تک ناٹک شروع نہ ہوتا، تھیٹر کا ایک مسخرہ تنبو کے باہر ایک اسٹول پر کھڑا کبھی کولہو ہلاتا، کبھی منہ پھلاتا، کبھی آنکھیں مٹکاتا۔ عجیب عجیب حیا سوز حرکتیں کرتا جنہیں دیکھ کر یہ لوگ زور زور سے قہقہے لگاتے اور گالیوں کی صورت داد دیتے۔

رفتہ رفتہ دوسرے لوگ بھی اس بستی میں آنے شروع ہوئے۔ چنانچہ شہر کے بڑے بڑے چوکوں میں تانگے والے صدائیں لگانے لگے ''آؤ، کوئی نئی بستی کو۔'' شہر سے پانچ کوس تک جو پکی سڑک جاتی تھی اس پر پہنچ کر تانگے والے سواریوں سے انعام حاصل کرنے کے لالچ میں یا ان کی فرمائش پر تانگوں کی دوڑیں کراتے۔ منہ سے ہارن بجاتے اور جب کوئی تانگہ آگے نکل جاتا تو اس کی سواریاں نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیتیں۔ اس دوڑ میں غریب گھوڑوں کا برا حال ہو جاتا اور ان کے گلے میں پڑے ہوئے پھولوں کے ہاروں سے بجائے خوشبو کے پسینے کی بدبو آنے لگتی۔ رکشا والے، تانگے والوں سے کیوں پیچھے رہتے۔ وہ ان سے کم دام پر سواریاں بٹھا، طرارے بھرتے اور گھنگھرو بجاتے اس بستی کو جانے لگے۔ علاوہ ازیں ہر ہفتے کی شام کو اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ ایک ایک سائیکل پر دو دو لدے، جوق در جوق اس پراسرار بازار کی سیر دیکھنے آتے، جس سے ان کے خیال کے مطابق ان کے بڑوں نے خواہ مخواہ محروم کر دیا تھا۔

رفتہ رفتہ اس بستی کی شہرت چاروں طرف پھیلنے اور مکانوں اور دکانوں کی مانگ ہونے لگی۔ وہ بیسوائیں جو پہلے اس بستی میں آنے پر تیار نہ ہوتی تھیں، اب اس کی دن دگنی رات چوگنی ترقی دیکھ کر اپنی بیوقوفی پر افسوس کرنے لگیں۔ کئی عورتوں نے تو جھٹ زمینیں خرید، ان بیسواؤں کے ساتھ اسی وضع قطع کے مکان بنوانے شروع کر دیے۔ علاوہ ازیں شہر کے بعض مہاجنوں نے بھی اس بستی کے آس پاس سستے داموں زمینیں خرید خرید کر کرایہ پر اٹھانے کے لیے چھوٹے چھوٹے کئی مکان بنوا ڈالے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فاحشہ عورتیں جو ہوٹلوں اور شریف محلوں میں روپوش تھیں، مور و ملخ کی طرح اپنے نہاں خانوں سے باہر نکل آئیں اور ان مکانوں میں آباد ہو گئیں۔ بعض چھوٹے چھوٹے مکانوں میں اس بستی کے وہ دکان دار آ بسے جو عیال دار تھے اور رات کو دکانوں میں سو نہ سکتے تھے۔

اس بستی میں آبادی تو خاصی ہو گئی تھی مگر ابھی تک بجلی کی روشنی کا انتظام نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ ان بیسواؤں اور بستی کے تمام رہنے والوں کی طرف سے سرکار کے پاس بجلی کے لیے درخواست بھیجی گئی، جو تھوڑے دنوں بعد منظور کر لی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک ڈاکخانہ بھی کھول دیا گیا۔ ایک بڑے میاں ڈاکخانہ کے باہر ایک صندوقچے میں لفافے، کارڈ اور قلم دوات رکھ، بستی کے لوگوں کے خط پتر لکھنے لگے۔

ایک دفعہ بستی میں شرابیوں کی دو ٹولیوں کا فساد ہو گیا جس میں سوڈا واٹر کی بوتلوں، چاقوؤں اور اینٹوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا اور کئی لوگ سخت مجروح ہوئے۔ اس پر سرکار کو خیال آیا کہ اس بستی میں ایک تھانہ بھی کھول دینا چاہیے۔ تھیٹریکل کمپنی دو مہینے تک رہی اور اپنی بساط کے مطابق خاصا کما لے گئی۔ اس شہر کے ایک سینما مالک نے سوچا کیوں نہ اس بستی میں بھی ایک سینما کھول دیا جائے۔ یہ خیال آنے کی دیر تھی کہ اس نے جھٹ ایک موقع کی جگہ چن کر خرید لی اور جلد جلد تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔ چند ہی مہینوں میں سینما ہال تیار ہو گیا۔ اس کے اندر ایک چھوٹا سا باغیچہ بھی لگوایا گیا تا کہ تماشائی اگر بائیسکوپ شروع ہونے سے پہلے آ جائیں تو آرام سے باغیچہ میں بیٹھ سکیں۔ ان کے ساتھ لوگ یونہی ستانے یا سیر دیکھنے کی غرض سے آ آ کر بیٹھنے لگے۔ یہ باغیچہ خاصی سیر گاہ بن گیا۔ رفتہ رفتہ سقے کٹورا بجاتے اس باغیچے میں آنے اور پیاسوں کی پیاس بجھانے لگے۔ سر کی تیل مالش والے نہایت گھٹیا قسم کے تیز خوشبو والے تیل کی شیشیاں واسکٹ کی جیبوں میں ٹھونسے، کاندھے پر میلا کچیلا تولیہ ڈالے، دل پسند، دل بہار مالش کی صدا لگاتے دردِ سر کے مریضوں کو اپنی خدمات پیش کرنے لگے۔

سینما کے مالک نے سینما ہال کی بیرونی جانب دو ایک مکان اور کئی دکانیں بھی بنوائیں۔ مکان میں تو ہوٹل کھل گیا جس میں رات کو قیام کرنے کے لیے کمرے بھی مل سکتے تھے اور دکانوں میں ایک سوڈا واٹر کی فیکٹری والا، ایک فوٹو گرافر، ایک سائیکل کی مرمت والا، ایک لانڈری والا، دو پنواڑی، ایک بوٹ شاپ والا اور ایک ڈاکٹر مع اپنے دوا خانہ کے آ رہے۔ ہوتے ہوتے پاس ہی ایک دکان میں کلال خانہ کھلنے کی اجازت مل گئی۔ فوٹو گرافر کی دکان کے باہر ایک کونے میں ایک گھڑی ساز نے آ ڈیرا جمایا اور ہر وقت محدب شیشہ آنکھوں پر چڑھائے گھڑیوں کے کل پرزوں میں غلطاں و پیچاں رہنے لگا۔

اس کے کچھ ہی دن بعد بستی میں نل، روشنی اور صفائی کے باقاعدہ انتظام کی طرف توجہ کی جانے لگی۔ سرکاری کارندے سرخ جھنڈیاں، جریبیں اور اونچ نیچ دیکھنے والے آلے لے کر آ پہنچے اور ناپ ناپ کر سڑکوں اور گلی کوچوں کی داغ بیل ڈالنے لگے اور بستی کی کچی سڑکوں پر سڑک کوٹنے والا انجن چلنے لگا۔

اس واقعہ کو بیس برس گزر چکے ہیں۔ یہ بستی اب ایک بھرا پرا شہر بن گئی ہے، جس کا اپنا ریلوے سٹیشن بھی ہے اور ٹاؤن ہال بھی، کچہری بھی اور جیل خانہ بھی۔ آبادی ڈھائی لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ شہر میں ایک کالج، دو ہائی اسکول، ایک لڑکوں کے لیے، ایک لڑکیوں کے لیے اور آٹھ پرائمری سکول ہیں، جن میں میونسپلٹی کی طرف سے مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ چھ سینما ہیں اور چار بنک، جن میں سے دو دنیا کے بڑے بڑے بنکوں کی شاخیں ہیں۔

شہر سے دو روزانہ، تین ہفتہ وار اور دس ماہانہ رسائل و جرائد شائع ہوتے ہیں۔ ان میں چار ادبی، دو اخلاقی و معاشرتی و مذہبی، ایک صنعتی، ایک طبی، ایک زنانہ اور ایک بچوں کا رسالہ ہے۔ شہر کے مختلف حصوں میں بیس مسجدیں، پندرہ مندر اور دھرم شالے، چھ یتیم خانے، پانچ اناتھ آشرم اور تین بڑے سرکاری ہسپتال ہیں جن میں سے ایک صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہے۔

شروع شروع میں کئی سال تک یہ شہر اپنے رہنے والوں کے نام کی مناسبت سے ''حسن آباد'' کے نام سے موسوم کیا جاتا رہا مگر بعد میں اسے نامناسب سمجھ کر اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دی گئی۔ یعنی بجائے ''حسن آباد'' کے ''حسن آباد'' کہلانے لگا۔ مگر یہ نام چل نہ سکا کیونکہ عوام حسن اور حسن میں امتیاز نہ کرتے۔ آخر بڑی بڑی بوسیدہ کتابوں کی ورق گردانی اور پرانے نوشتوں کی چھان بین کے بعد اس کا اصلی نام دریافت کیا گیا، جس سے یہ بستی آج سے سیکڑوں برس قبل اجڑنے سے پہلے موسوم تھی اور وہ نام ہے ''آنندی''۔

یوں تو سارا شہر بھرا پرا، صاف ستھرا اور خوش نما ہے مگر سب سے خوبصورت، سب سے بارونق اور تجارت کا مرکز وہی بازار ہے جس میں زنانِ بازاری رہتی ہیں۔

آنندی بلدیہ کا اجلاس زوروں پر ہے، ہال کھچا کھچ بھرا ہوا ہے اور خلافِ معمول ایک ممبر بھی غیر حاضر نہیں۔ بلدیہ کے زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ زنانِ بازاری کو شہر بدر کر دیا جائے کیونکہ ان کا وجود انسانیت، شرافت اور تہذیب کے دامن پر بدنما داغ ہے۔

ایک فصیح البیان مقرر تقریر کر رہے ہیں، ''معلوم نہیں وہ کیا مصلحت تھی جس کے زیر اثر اس ناپاک طبقے کو ہمارے اس قدیمی اور تاریخی شہر کے عین بیچوں بیچ رہنے کی اجازت دی گئی۔'' اس مرتبہ ان عورتوں کے لیے جو علاقہ منتخب کیا گیا وہ شہر سے بارہ کوس دور تھا۔

☆☆

روایت اور معیار کا زوال

'عطر فروش' اور 'دی کوالیٹی' -- ایک تقابلی مطالعہ

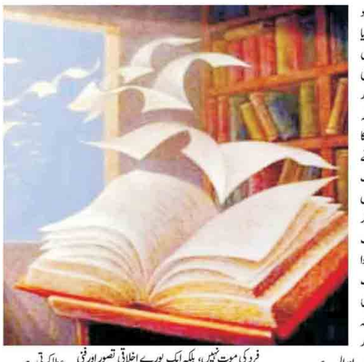

• نغمہ امیر - برمنگھم

شام کا وقت تھا۔ میں کچھ دیر پہلے دفتر سے واپس آئی تھی۔ امی چائے بنا کر لے آئی تھیں کہ اچانک دروازے کے باہر گاڑی کے ہارن کی آواز گونجی۔ ابو نے فوراً کہا: "بینا آئی ہے۔"

بینا، جس کا اصل نام ارماں امیر ہے، میری بہن ہے۔ ہم دونوں برطانیہ کے شہر برمنگھم میں مقیم ہیں۔ ابو ارماں کو بے حد چاہتے ہیں، اسی لیے ہارن کی آواز سنتے ہی پہچان گئے کہ وہی آئی ہے۔ میں نے دروازہ کھولا؛ بینا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ کچھ ہی دیر میں ہم سب چائے کے گرد بیٹھ گئے۔ اسی دوران گفتگو کا رخ میرے والد کے ایک شناسا، جناب راجیو پرکاش ساحل کے افسانے "عطر فروش" کی طرف مڑ گیا۔ بینا نے کہا:

"بابا، آپ کو یاد ہے جب میں دسویں جماعت میں تھی تو آپ نے مجھے جان گلس ورتھی کی کہانی "The Quality" پڑھائی تھی؟ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ "عطر فروش" میں "دی کوالیٹی" کی بازگشت سنائی دیتی ہے؟"

ابو نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور بولے: "انگریزی ادب پر تمہاری گرفت مجھ سے بہتر ہے، تم ہی بتاؤ۔"

یوں میں نے ان دونوں افسانوں کے تقابلی مطالعے کا بیڑا اٹھایا۔ ذیل میں یہ تحریر اسی کوشش کا نتیجہ ہے، اور فیصلہ قارئین پر چھوڑا گیا ہے کہ میں اس موازنے میں کہاں تک کامیاب ہوسکی ہوں۔

یہ سوال کہ آیا راجیو پرکاش ساحل کے افسانے "عطر فروش" میں جان گلس ورتھی کے افسانے "دی کوالیٹی" کا کوئی اثر موجود ہے یا نہیں، محض اثر پذیری یا تقلید کا سوال نہیں۔ دراصل یہ سوال ادب میں تہذیبی تسلسل، فکری ہم آہنگی اور اقدار کے زوال کی مشترکہ انسانی صورتِ حال کو سمجھنے کا سوال ہے۔ دونوں افسانے الگ الگ تہذیبوں، مختلف زبانوں اور متنوع تاریخی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں، مگر ان کی داخلی روح میں ایک مشترک کرب سانس لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ کرب روایت کے بکھرنے، ہنر کی بے قدری اور سرمایہ دارانہ جدیدیت کے ہاتھوں فن اور انسان دونوں کی شکست کا کرب اور المیہ ہے۔

جان گلس ورتھی کا "دی کوالیٹی" ایک ایسے موچی کی کہانی ہے جو معیار، دیانت اور فن کی تقدیس پر کامل یقین رکھتا ہے۔ وہ کم جوتے بناتا ہے، وقت لیتا ہے، مہنگا پڑتا ہے مگر معیار پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرتا۔ صنعتی معاشرے کی برق رفتاری اور منافع پر مبنی نظام میں اس کا خلوص اور اس کی اخلاقی سخت گیری اسے عظیم تو بناتی ہے، مگر کامیاب نہیں۔ آخرکار وہ خاموشی سے مرجاتا ہے۔ اس کی موت محض ایک فرد کی موت نہیں، بلکہ ایک پورے اخلاقی تصور اور فنی روایت کے خاتمے کا استعارہ ہے۔

راجیو پرکاش ساحل کا "عطر فروش" بھی اسی طرح ایک عظیم روایت کے زوال کی داستان ہے۔ خان برادران کے عطروں میں محض خوشبو نہیں بلکہ لکھنؤ کی تہذیب، نفاست، شائستگی اور روحانی لطافت بسی ہوئی تھی۔ یہ عطر صدیوں کی تہذیبی تربیت، فنی ریاضت اور جمالیاتی شعور کا حاصل تھے۔ مگر وقت نے کروٹ بدلی۔ کیمیائی، مشینی اور برانڈیڈ عطروں نے بازار پر قبضہ کر لیا۔ مغربی سرمایہ دارانہ نظام نے منافع کو معیار پر فوقیت دی، اور یوں مشرقی عطر کی روحانی مہک پس منظر میں چلی گئی۔

دونوں افسانوں کے مرکزی کردار کم گو، باوقار اور اپنے فن سے غیر مشروط محبت کرنے والے ہیں۔ گلس ورتھی کا موچی ہو یا ساحل کا عطر فروش، دونوں اپنے ہنر کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔ وہ خریدار کو محض گاہک نہیں بلکہ اپنے فن کا امین سمجھتے ہیں۔ خراب چمڑا ہو یا مصنوعی خوشبو دونوں کسی بھی سطح پر سمجھوتہ قبول نہیں کرتے۔ یہی ضد دراصل اخلاقی موقف ہے، جو انہیں تنہا تو کردیتی ہے مگر اخلاقی بلندی عطا کرتی ہے۔

تاہم بیانیے کے اسلوب میں ایک نمایاں فرق موجود ہے۔ "دی کوالیٹی" کا اسلوب سادہ، محتاط اور حقیقت پسندانہ ہے۔ جذبات دبے ہوئے ہیں اور قاری آہستہ آہستہ اس المیے تک پہنچتا ہے جو آخر میں پوری شدت سے آشکار ہوتا ہے۔ اس کے برعکس "عطر فروش" ایک جمالیاتی اور استعاراتی بیانیہ رکھتا ہے۔ خوشبوؤں کی تفصیل، تاریخی پس منظر، تہذیبی نوحہ اور جذباتی وسعت اسے ایک طویل مگر روح میں اتر جانے والا مرثیہ بنا دیتی ہے۔

وقت دونوں افسانوں میں ایک فعال کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔ "دی کوالیٹی" میں صنعتی عہد کا وقت، اور "عطر فروش" میں وبا، سرمایہ دارانہ معیشت اور تہذیبی زوال کا عہد۔ دونوں وقت کرداروں کو کچل دیتے ہیں، مگر یہی کچلے جانا ان کی اخلاقی فتح بن جاتا ہے۔

"عطر فروش" میں محبت کی داستان افسانے کو اضافی جذباتی گہرائی عطا کرتی ہے۔ خوشبو اور عطر فروش کی خاموش، مہذب اور بے لفظ محبت، پھر اس محبت کی قربانی، افسانے کو المیے کی نئی سطح تک لے جاتی ہے۔ یہ قربانی کسی شور یا شکوے کے بغیر دی جاتی ہے، اور یہی اس کی تاثیر کا اصل سبب ہے۔

اگر اثر کی بات کی جائے تو یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ عطر فروش میں دی کوالیٹی کی روح موجود ہے، اس کی نقل نہیں۔ یہ فکری ہم آہنگی ہے، نہ کہ ساختی مشابہت۔ دونوں افسانے ایک ہی سوال پر ختم ہوتے ہیں:

کامیابی کیا ہے؟

دولت؟ شہرت؟

یا وہ اخلاقی وقار جو شکست کے باوجود زندہ رہتا ہے؟

"دی کوالیٹی" میں موچی کے مرنے کے بعد راوی کو احساس ہوتا ہے کہ اب وہ ویسے جوتے کبھی نہیں پہن سکے گا۔ "عطر فروش" میں خوشبو کے بغیر جینا ممکن نہیں رہتا۔ دونوں صورتوں میں ایک ناقابلِ تلافی خلا جنم لیتا ہے اور یہی خلا اصل المیہ ہے۔

آخرکار یہ کہا جا سکتا ہے کہ "عطر فروش" اپنی تہذیب، اسلوب اور موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد افسانہ ہے، مگر اس کی فکری اساس وہی ہے جو "دی کوالیٹی" کی ہے:

روایت کا زوال، معیار کی شکست، اور ایک ایسے انسان کی تنہائی جو سمجھوتہ نہیں کرتا۔

یوں یہ دونوں افسانے مختلف زبانوں اور تہذیبوں کے باوجود ایک ہی کرب کی آواز ہیں اور یہی بڑی ادبیت کی سب سے مضبوط دلیل ہے۔

☆☆

غزل

• عبدالسبحان ندوی

ہو اس کی یاد سے غافل وہ دل زندہ نہیں ہوتا
جو اس کی یاد میں تڑپے کبھی مردہ نہیں ہوتا

یہی تو دورِ ظلمت ہے کہ اس میں کیا نہیں ہوتا
شکم میں قتل ہوتا ہے مگر چرچا نہیں ہوتا

سمجھنا چاہتے ہو شہر کو تم گاؤں میں رہ کر
میاں آجاؤ شہروں میں تو دیکھو کیا نہیں ہوتا

کروں گا یاد میں تم کو اگر مجھ کو کروگے تم
خدا کا قول ہے قرآن میں جھوٹا نہیں ہوتا

وہ مشرق ہو کہ مغرب ہو وہ خلوت ہو کہ جلوت ہو
خدا رہتا ہے میرے ساتھ میں تنہا نہیں ہوتا

یہ ہیں جو عشق کی راہیں بڑی پرخار ہوتی ہیں
یہ کس نے کہہ دیا اس راہ میں کانٹا نہیں ہوتا

لباسِ خضر میں یاں ہم نے بھی دیکھے ہیں اے ندوی
بہت دیکھے ہیں دھوکے باز اب دھوکا نہیں ہوتا

☆☆☆

غزل

• ناصر کاظمی

غم ہے یا خوشی ہے تو
میری زندگی ہے تو

آفتوں کے دور میں
چین کی گھڑی ہے تو

میری رات کا چراغ
میری نیند بھی ہے تو

میں خزاں کی شام ہوں
رت بہار کی ہے تو

دوستوں کے درمیاں
وجہ دوستی ہے تو

میری ساری عمر میں
ایک ہی کمی ہے تو

میں تو وہ نہیں رہا
ہاں مگر وہی ہے تو

ناصرؔ اس دیار میں
کتنا اجنبی ہے تو

بسنت اور اُردو ادب

تہذیبی جمالیات سے انقلابی استعارے تک

(نوٹ: یہ مقالہ بین الاقوامی نوجوان اردو اسکالرز انجمن (آیوسا) کے زیرِ اہتمام ادب نما' کے ۲۰۰ ویں سیشن میں، بعنوان "ادب میں بسنت"، ۲۲ جنوری ۲۰۲۶ء کو پیش کیا گیا۔)

• امیر مہدی، برمنگھم

آج جب ہم بسنت کے خیر مقدم میں جمع ہیں تو یہ موقع محض ایک موسمی تبدیلی کی خوشی منانے کا نہیں بلکہ اپنی تہذیبی، ادبی اور فکری روایت پر از سرِ نو غور کرنے کا بھی ہے۔ میرے ذہن میں اس وقت فلسطینی شاعر محمود درویش کی نظم "The Spring Will Come" کے وہ مصرعے گونج رہے ہیں جن میں موسم کی تبدیلی دراصل انسانی روح کی بیداری اور امید کی تجدید کا استعارہ بن جاتی ہے۔

"The spring will come—
and the earth will draw breath once more.
Fields will clothe themselves in green,
and flowers will rise,
carrying the fragrance of freedom.

Do not surrender your heart to sorrow;
winter is no more than a passing season.
The sun is destined to return,
and its warmth will dissolve
the frozen silence of despair.."

محمود درویش کے یہ الفاظ کہ "بہار آئے گی اور زمین دوبارہ سانس لے گی، کھیت سبزے کی قبا پہنیں گے اور پھول آزادی کی خوشبو کے ساتھ کھلیں گے، دل چھوٹا نہ کرو کہ سرما محض ایک موسم ہے اور سورج یقیناً طلوع ہوگا تاکہ مایوسی کی برف پگھل سکے"؛ یہ محض موسم کی تبدیلی کی نوید نہیں بلکہ انسانی روح کی اس ابدی پکار کا استعارہ ہیں جو ہر تاریک دور کے بعد روشنی اور ہر سرد لہر کے بعد تپش کی منتظر رہتی ہے۔ یہی تصور ہمیں اردو ادب میں بسنت کے تہذیبی و فکری مفہوم کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

اردو ادب کے تناظر میں جب ہم بسنت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ محض ایک زرد رنگ کا تہوار یا سردی کے خاتمے کا اعلان نہیں لگتا، بلکہ یہ ایک تہذیبی رویہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں بسنت عربی کے لفظ بعثت' کی طرح ایک نئی زندگی پانے کا عمل ہے جہاں کائنات اپنے پرانے اور بوسیدہ لباس کو اتار کر سبزے اور زردی کی قبا اوڑھ لیتی ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جس میں فطرت، انسان اور سماج ایک ہی رنگ میں ڈھلتے نظر آتے ہیں۔ زردی، سبزہ، خوشبو، موسیقی، رقص، قوالی، پتنگ بازی اور اجتماعی مسرت یہ سب عناصر مل کر بسنت کو ایک ہمہ گیر تجربہ بنا دیتے ہیں۔ اردو شاعری اور نثر نے اس تجربے کو محض بیان نہیں کیا بلکہ اسے اپنی تخلیقی روح میں جذب کر کے نسل در نسل منتقل کیا ہے۔ بسنت دراصل اس اجتماعی شعور کی علامت ہے جو زندگی کو جمود کے بجائے حرکت، مایوسی کے بجائے امید اور تنہائی کے بجائے رفاقت کے ساتھ دیکھتا ہے۔

برصغیر کی تہذیبی تاریخ میں بسنت کا گہرا رشتہ صوفی روایت سے جڑا ہوا ہے اور اس روایت کا سب سے روشن نام حضرت امیر خسرو ہے۔ خسرو کے یہاں بسنت ایک روحانی واردات بن کر سامنے آتا ہے۔ روایت ہے کہ جب خسرو نے اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء کو غمزدہ دیکھا تو انہوں نے زرد لباس زیب تن کیا، سرسوں کے پھول ہاتھ میں لیے اور گاتے ہوئے مرشد کے آستانے پر پہنچے تاکہ ان کے دل کی کلی کھل سکے۔ ان کا وہ مشہور کلام "سکل بن پھول رہی سرسوں" آج بھی خانقاہوں اور ادبی محافل میں ایک وجدانی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ خسرو کا بسنت محض ایک موسم نہیں تھا بلکہ یہ صوفیانہ وجد کی صورت تھی، جہاں مٹی کی خوشبو اور خالق کی محبت کا امتزاج ملتا ہے۔ خسرو نے بسنت کو ایک ایسی لہر میں بدل دیا جس نے مذہب اور عقیدے کی تفریق سے بالاتر ہو کر انسانیت کو رنگوں کے ایک مرکز پر جمع کر دیا۔ ان کے کلام میں بسنت صرف پھولوں کے کھلنے کا نام نہیں بلکہ دلوں کے کھلنے کا موسم ہے، جہاں زرد لباس پہن کر صوفی اپنے مرشد کے حضور عقیدت کے پھول پیش کرتا ہے۔ صوفیا کے یہاں بسنت کا پیلا رنگ عشقِ الٰہی کی تپش اور فنا فی المرشد کی علامت بن گیا، یہی وجہ ہے کہ مغل عہد میں بسنت شاہی درباروں سے لے کر عام گلی کوچوں تک یکساں جوش و خروش سے منائی جاتا تھا۔ پیلا لباس اس بات کی علامت بن گیا کہ انسان فطرت کے رنگ میں رنگ گیا ہے۔ یہ رنگ نہ صرف جمالیاتی مسرت دیتا ہے بلکہ ایک روحانی تطہیر کا احساس بھی پیدا کرتا ہے۔ اردو ادب نے اس کیفیت کو محض بیان نہیں کیا بلکہ اسے ایک تہذیبی علامت کے طور پر محفوظ کر لیا۔

کلاسیکی اردو مثنویوں میں بسنت کی تصویر کشی ایک مکمل منظرنامے کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ اس تہذیبی رچاؤ کو اردو کی کلاسیکی مثنویوں میں بڑی چابکدستی سے بیان کیا گیا ہے۔ میر حسن کی "سحرالبیان" ہو یا پنڈت دیا شنکر نسیم کی "گلزارِ نسیم"، ان شاہکاروں میں بسنت کی تصویر کشی محض لفظی بیان نہیں بلکہ ایک بصری تجربہ ہے جو قاری کے حواس کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ "سحرالبیان" میں میر حسن نے جب بہار اور بسنت کا نقشہ کھینچا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ قاری کے اردگرد خوشبوؤں کا ہالہ بن گیا ہو۔ اسی طرح "گلزارِ نسیم" میں گل بکاؤلی کے قصے کے درمیان بسنت کا ذکر اس تہذیبی جمالیات کو ظاہر کرتا ہے جو اس وقت کے لکھنؤ اور دہلی کا خاصہ تھا۔ ان مثنویوں میں باغوں کی آرائش،

عورتوں کے زرد لباس، پھولوں کے گہنے اور فضا میں اڑتی پتنگوں کا ذکر یہ ثابت کرتا ہے کہ بسنت کی زردی اردو ادب کے رگ و پے میں دوڑ رہی تھی۔ یہاں بسنت ایک ایسی دلہن کی طرح جلوہ گر ہوتا ہے جس کے ماتھے پر سورج کی سنہری کرنیں جگمگاتی ہیں اور جس کے پیروں میں پائل کی جگہ بہتے جھرنوں کا شور ہوتا ہے۔

کلاسیکی شعری روایت میں بہار اور بسنت کے درمیان ایک لطیف امتیاز ملتا ہے۔ بہار ایک عمومی کیفیت ہے جو فطرت کی تجدید کی علامت بنتی ہے، جب کہ بسنت ایک مخصوص تہذیبی جوش اور اجتماعی مسرت کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسنت کا ذکر آتے ہی موسیقی، رقص، میلوں اور کھیلوں کی فضا قائم ہوجاتی ہے۔ اس روایت کو عوامی سطح پر سب سے مضبوط آواز نظیر اکبرآبادی نے دی۔ نظیر کے یہاں بسنت درباروں اور باغوں سے نکل کر عام آدمی کے آنگن میں آ جاتا ہے۔ ان کی شاعری میں پتنگ بازی، پیلے پکوان، گلیوں کی رونق اور عوامی میلے اس بات کا ثبوت ہیں کہ بسنت کسی ایک طبقے کی جاگیر نہیں بلکہ ایک مشترکہ تہذیبی تجربہ ہے۔

نظیر اکبرآبادی کی عظمت اس بات میں ہے کہ انہوں نے بسنت کو زندگی کی عام خوشیوں سے جوڑ دیا۔ ان کے یہاں یہ موسم کسی خاص طبقے یا رسم تک محدود نہیں رہتا بلکہ ایک اجتماعی جشن بن جاتا ہے جس میں امیر و غریب، بچے بوڑھے سب شریک ہوتے ہیں۔ ڈھول کی تھاپ، گیتوں کی گونج اور پتنگوں کی اڑان ایک ایسا سماں باندھ دیتی ہے جس میں زندگی اپنی پوری رنگینی کے ساتھ جلوہ گر ہوجاتی ہے۔

بیسویں صدی میں جب اردو ادب نے ترقی پسند تحریک اور جدیدیت کے تجربات کیے تو بسنت کے معنی و مفہوم میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔ اب بسنت صرف پھولوں کے کھلنے کا جشن نہیں رہا بلکہ یہ سیاسی اور سماجی تبدیلی کا استعارہ بن گیا۔ فیض احمد فیض اور اسرار الحق مجاز جیسے شعرا نے بسنت کو آزادی کی خوشبو سے تعبیر کیا۔ فیض کے یہاں جب بہار آتی ہے تو وہ اپنے ساتھ زنجیروں کے کٹنے کی آواز بھی لاتی ہے۔ ترقی پسند شعرا نے بسنت کو ان پسے ہوئے طبقات کی امید قرار دیا جو طویل سرمائی استبداد کے بعد اپنی آزادی کے سورج کا انتظار کر رہے تھے۔ مجاز کی شاعری میں بسنت کا جوش ایک ایسے نوجوان کا جوش ہے جو پرانی قدروں کو توڑ کر ایک نیا گلستاں بنانا چاہتا ہے۔ ان کے نزدیک بسنت کا پیلا رنگ اب صرف عقیدت کا رنگ نہیں رہا تھا بلکہ یہ اُس "بسنتی چولے" کی یاد دلاتا تھا جو انقلابیوں نے وطن کی خاطر اپنی جان قربان کرتے وقت پہنا تھا۔ یوں اردو شاعری میں بسنت ایک طرف حسن اور مسرت کا استعارہ رہے تو دوسری طرف مزاحمت اور احتجاج کی علامت بن کر بھی سامنے آتا ہے۔

افسانوی ادب میں بھی بسنت نے اپنی معنوی وسعت کو برقرار رکھا۔ کرشن چندر اور راجندر سنگھ بیدی جیسے افسانہ نگاروں نے بسنت کے پس منظر میں انسانی رشتوں، دیہی زندگی اور سماجی تضادات کو پیش کیا۔ بیدی کے افسانوں میں بسنت محض موسم کی تبدیلی نہیں بلکہ انسانی جذبات میں آنے والی حرارت اور زندگی کی تڑپ کی علامت بن جاتا ہے۔ یہاں بسنت انسان کو اس کی اصل فطرت سے جوڑنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

بسنت کا ذکر پتنگ بازی کے بغیر ادھورا رہتا ہے۔ اردو ادب میں پتنگ انسانی روح کی پرواز، تخیل کی بلندی اور زندگی کی جدوجہد کی علامت بن کر ابھرتی ہے۔ آسمان میں لہراتی رنگین پتنگیں اس بات کا اظہار ہیں کہ انسان زمین کی پستیوں میں قید رہنے کے لیے نہیں بلکہ بلندیوں کو چھونے کے لیے پیدا ہوا ہے۔ پیچ لڑانے کا عمل زندگی کی مسابقت اور کشمکش کی تمثیل بن جاتا ہے، جہاں ڈور کا کٹنا فنا اور بلند رہنا بقا کی علامت ہے۔

عہدِ حاضر میں، جب مشینی زندگی اور مادی دوڑ نے انسان کو فطرت سے دور کردیا ہے، بسنت کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ یہ موسم ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم اسی مٹی کا حصہ ہیں جو سردیوں کی طویل نیند کے بعد جاگ اٹھتی ہے۔ اردو ادب ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ بسنت صرف ایک دن کا تہوار نہیں بلکہ ایک ذہنی اور فکری کیفیت ہے، ایک ایسا رویہ جو مایوسی کے اندھیروں میں بھی امید کی کرن تلاش کرلیتا ہے۔

بسنت کا زرد رنگ علم، روشنی اور تخلیق کا رنگ ہے۔ برصغیر کے صوفی مراکز اور علمی روایت میں اسے اسی لیے خاص مقام حاصل رہا۔ اردو کی داستانوں اور شاعری میں بسنت کے موقع پر شہزادوں اور شہزادیوں کے زرد لباس، گلاب پاشی اور عطر بیزی کے مناظر ہماری تہذیبی نفاست اور جمالیاتی ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ یہ موسم ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ زندگی میں رنگوں کا ہونا ضروری ہے، اور یہ رنگ صرف لباس تک محدود نہیں بلکہ سوچ، رویے اور تخلیق میں بھی جھلکنے چاہئیں۔

آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بسنت کی آمد دراصل انسانی عزم کی فتح کا جشن ہے۔ جس طرح بیج زمین کی سخت تہوں کو پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے اور سورج کی تپش برف کے غرور کو توڑ دیتی ہے، اسی طرح اردو ادب میں بسنت کا تصور ہر اس طاقت کے خلاف ایک خاموش احتجاج ہے جو زندگی کی روانی کو روکنا چاہتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بسنت کو صرف ایک ماضی کی یادگار کے طور پر نہ دیکھیں بلکہ اسے اپنی زندگیوں میں اس توانائی کے طور پر شامل کریں جو ہمیں مسلسل آگے بڑھنے اور ہر مشکل صورتحال میں مسکرانے کا حوصلہ دیتی ہے۔ محمد درویش کے الفاظ میں، سورج یقیناً طلوع ہوگا اور مایوسی کی برف پگھلے گی، اور اردو ادب کا ہر ورق اسی یقین کی خوشبو سے مہک رہا ہے کہ بسنت آئے گا اور زمین دوبارہ سانس لے گی۔ بقول پروین شاکر:

بہار نے مری آنکھوں پہ پھول باندھ دیے
رہائی پاؤں بھی کیسے حصارِ رنگ میں ہوں

لکھنؤ کا چُپ تعزیہ

بھولی بسری

• سید خورشید انور، رومی نواب

لکھنؤ برصغیر ہند و پاک میں عہدِ قدیم سے ہی مرکزِ عزاداری رہا ہے اور آج جو ایامِ عزا دو ماہ آٹھ دن منائے جاتے ہیں، وہ بھی لکھنؤ ہی کی دین ہیں۔ لکھنؤ کی تاریخِ عزاداری میں تعزیوں کی ایک الگ پہچان تھی۔ یہاں مسلمانوں کے دونوں فرقوں کے علاوہ اہلِ ہنود بھی تعزیہ داری بڑے زور و شور سے کرتے چلے آرہے ہیں۔

یوں تو لکھنؤ کے مشہور تعزیوں میں: نوگزی تعزیہ، تاج محل کا تعزیہ، رسالدار کا تعزیہ، منصف الدولہ کا تعزیہ، پرنس سعید الدولہ کا تعزیہ، چھوٹی رانی کا تعزیہ، ممتاز الدولہ کا تعزیہ، بڑھیا کا تعزیہ، بخشو کاغذی کا تعزیہ، بھندن دائی کا تعزیہ، گنیشن دائی کا تعزیہ، سالارو کا تعزیہ، چٹائی کا تعزیہ، چوڑیوں کا تعزیہ، روئی کا تعزیہ، جَو کا تعزیہ، مور کے پروں کا تعزیہ اور چوپٹیوں کے بڈھے کا تعزیہ جیسے نہ جانے کتنے تعزیے لکھنؤ میں اٹھتے تھے جن کا شمار ناممکن ہے۔ سن 1977ء میں حکومتِ ہند نے ہونے والے شیعہ سنی فسادات کی وجہ سے عزاداری پر مکمل پابندی لگادی تھی، جس کی وجہ سے لکھنؤ کے تعزیے کے جلوس بھی تقریباً بند ہوگئے۔ آج میں آپ کی خدمت میں عالمی شہرت یافتہ چُپ تعزیے کی مختصر تاریخ بیان کررہا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

ابھی جنگِ آزادی کی ابتدا بھی نہ ہوئی تھی کہ سن 1856ء میں کانپور کے رہنے والے کسی احمد علی نامی شخص نے گورنر جنرل کی بیوی کو گولی ماردی تھی۔ کسی نے لکھنؤ میں واقع سرائے مالی خان کے نواب آغا احمد علی خان کا نام گورنر جنرل کو بتادیا۔ گورنر جنرل اپنی بیوی کے خون کا انتقام لینے کے لیے غضب ناک ہوکر نواب صاحب کے مکان پر آدھمکا اور سیدھے نواب صاحب کے باہری کمرے میں، جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے، گھس گیا۔ نواب صاحب سامنے ہی تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گورنر جنرل نے چاہا کہ فوراً ہی نواب صاحب کو گولی ماردے مگر اس وقت نواب صاحب کے ایک ملاقاتی آغا جعفر صاحب اُن کے پاس کھڑے تھے۔ انہوں نے گورنر جنرل کے ارادے کو بھانپ لیا اور چشم زدن میں گورنر جنرل کو دبوچ کر زمین پر گرادیا۔ اس طرح نواب صاحب کی جان تو بچ گئی مگر گورنر جنرل نے نواب صاحب کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ نواب صاحب گرفتار ہوکر جیل بھیج دیے گئے۔ نواب صاحب پر قتل کا مقدمہ چلا اور انگریزی عدالت نے انہیں پھانسی کی سزا سنادی۔

جب اصل قاتل کو ان تمام واقعات کا علم ہوا تو وہ کانپور سے لکھنؤ آیا اور عدالت میں حاضر ہوکر جج کے سامنے اقرارِ جرم کرلیا۔ اس کے اقبالِ جرم پر نواب صاحب رہا کردیے گئے۔ نواب صاحب چہلم کے قریب رہا ہوئے تھے۔ اُن کے گھر کا تعزیہ بروزِ چہلم شاہی شان و شوکت سے اٹھتا تھا۔ مقدمہ وغیرہ میں کافی رقم خرچ ہوگئی تھی اور اسی بیچ نواب صاحب کے گھر چوری بھی ہوگئی تھی۔ نواب صاحب سخت پریشانی میں مبتلا ہوئے کہ اس دفعہ تعزیے کا انتظام کہاں سے کروں، کیونکہ تعزیے کے جلوس میں کافی رقم خرچ ہوتی تھی۔ نواب صاحب کے ایک مصاحب، جو 'بڑے حکیم' کہلاتے تھے، انہوں نے نواب صاحب کو مشورہ دیا کہ "اس دفعہ آپ اپنا تعزیہ بجائے چہلم کے آٹھ ربیع الاول کو اٹھائیں کیونکہ یہ تاریخ گیارہویں امام کی شہادت کی تاریخ ہے، اس بیچ انتظام بھی ہوجائے گا۔"

نواب صاحب نے اس تجویز کو مان لیا اور اس امر کا اعلان شہر میں کروا دیا کہ اس بار نواب احمد علی صاحب کا تعزیہ بجائے چہلم کے آٹھ ربیع الاول کو اٹھایا جائے گا۔ اللہ کو تو کچھ اور ہی منظور تھا، ربیع الاول میں بھی کوئی بندوبست نہ ہوسکا جس کی وجہ سے نواب صاحب بہت پریشان ہو گئے۔ اُن کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے اُن کے مصاحب 'بڑے حکیم' نے کہا کہ "اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ آٹھ ربیع الاول کے بعد تعزیے کی تاریخ بڑھانے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ 9 ربیع الاول خوشی کی تاریخ ہے، لہٰذا اب تعزیہ بغیر جلوس کے صرف ایک نقیب کے ساتھ آٹھ ربیع الاول کو اٹھایا جائے۔"

اس طرح 1856ء میں یہ تعزیہ خاموشی کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد اُٹھایا گیا، جس کی وجہ سے یہ تعزیہ 'چُپ تعزیہ' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ جو کہ آج بھی اپنی پُرانی شان و شوکت سے اُٹھ رہا ہے۔

سن 1856ء سے قبل اس کی کیا نوعیت تھی، وہ بھی جاننا ضروری ہے۔ تاریخی اوراق اور اُن کے اہلِ خاندان کے مطابق، مرزا علی خان افتخار الدولہ دلاور جنگ کی پانچویں پشت میں نواب آغا علی خان تھے، جن کی محل سرا مالی خان کی سرائے میں واقع تھی۔ نواب صاحب کا تعزیہ بروزِ چہلم، عشرۂ مجالس کے بعد بہت تزک و اہتمام سے اُٹھا کرتا تھا، جس میں بینڈ باجے، ہاتھی، گھوڑے، ماہی مراتب وغیرہ ہوتے تھے۔ تعزیے کے پیچھے اونٹوں پر محمل اور کجاوے ہوتے تھے جن پر کالی پوشش پڑی ہوتی تھی۔ تعزیے کے آگے تابوت، گہوارۂ علی اصغر اور ذوالجناح (دلدل) ہوتا تھا۔ جلوس کے آگے دو علم ہوتے تھے۔ ان علموں کے آگے ہاتھی پر کالی جھول پڑی ہوتی تھی جس پر ایک پرچم بردار کالا پرچم لیے ہوئے سوار ہوتا تھا۔

یہ تعزیہ بروزِ چہلم دو بجے شب میں نواب صاحب کی محل سرا سے برآمد ہوتا تھا اور کونیشور چوراہے سے چوک بازار کی طرف مڑکر اندرونِ چوک ہوتا ہوا پُل غلام حسین سے گزر کر منصور نگر کی چڑھائی اور پُشتِ روضۂ کاظمین ہوتا ہوا نمازِ فجر سے قبل مہندی گنج کی کربلا پہنچتا تھا۔ نماز کے بعد تعزیہ دفن ہوتا تھا اور روٹی سالن کا تبرک تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس تعزیے کے دفن ہونے کے بعد جب مومنین تبرک لے کر گھروں کو واپس ہوتے تھے، تب مستورات سوگ بڑھاتی تھیں۔

چوک سے ہردوئی جانے والی سڑک کی تعمیر کے دوران نواب صاحب کی حویلی بیچ میں آجانے کی وجہ سے انگریزوں کے ہاتھوں حویلی کے انہدام اور سن 1886ء میں نواب احمد علی صاحب کے انتقال کے بعد، اُن کے فرزندِ اکبر نواب آغا محمد جعفر عرف نواب اَغّن صاحب محلہ شاہ گنج میں نواب وزیر آغا صاحب کے مکان میں منتقل ہوگئے اور وہیں اپنا تعزیہ رکھا۔ یہ مکان مجلسِ ماتم کے لیے چھوٹا پڑتا تھا، اس لیے چند سال بعد سن 1896ء میں نواب اَغّن صاحب نے یہ مکان چھوڑ دیا اور گلی شاہ چھڑا کے قریب ایک مکان کرائے پر لے کر سکونت اختیار کی اور یہیں اپنا تعزیہ استادہ کیا۔ جو اپنی سابقہ روایت کے ساتھ آٹھ ربیع الاول کو اُٹھایا جاتا تھا۔ سن 1928ء میں نواب اَغّن صاحب نے اس مکان کو چھوڑ دیا اور آغا میر کی ڈیوڑھی میں موجودہ مدرسۃ الواعظین کے قریب ایک مکان کرائے پر لے کر سکونت اختیار کی۔ ایک سال بعد یعنی 1929ء میں نواب صاحب کا انتقال ہوگیا اور وہ امام باڑہ دلدار علی غفران مآب میں سپرد خاک ہوئے۔ نواب اَغّن صاحب نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی تھی۔

مرحوم نواب صاحب کے تین بیٹے، آغا علی حسین، آغا محمد حسین علی خان اور آغا محمد باقر علی خان نے لکھنؤ کے باہر مختلف شہروں میں سرکاری ملازمت اختیار کرلی تھی اور ان لوگوں کا لکھنؤ میں کوئی ذاتی مکان بھی نہ تھا۔ نواب صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے آغا محمد رضا علی خان عرف لڈن صاحب پہلے ہی سن 1922ء میں اپنے والد کی زندگی ہی میں گلی شاہ چھڑا والے مکان کی سکونت ترک کر کے کنکر کنویں کے سامنے والے مکان میں منتقل ہوگئے تھے۔ یہ مکان ناظم صاحب کی ملکیت میں تھا جو نواب لڈن صاحب کی اہلیہ کو اُن کے والد مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان کے انتقال کے بعد وراثتاً ملا تھا۔ لڈن صاحب کے بڑے بھائیوں نے چُپ تعزیے کا کل اختیار اور انتظام اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کردیا تھا۔ اس طرح سن 1930ء سے اب تک چُپ تعزیہ اسی مکان سے برآمد ہوتا ہے۔

عزاداری پر عائد پابندی سے قبل یہ تعزیہ وکٹوریہ اسٹریٹ سے میڈیکل کالج کی طرف بڑھتا تھا اور چوراہے سے گول دروازے کی طرف مُڑ کر اندرونِ چوک بازار ہوتا ہوا اکبری گیٹ سے گزر کر پُل غلام حسین ہوتا ہوا منصور نگر کی چڑھائی چڑھ کر روضۂ کاظمین جاتا تھا۔

سن 1977ء میں عزاداری پر عائد پابندی کے بعد یہ تعزیہ بھی اُٹھنا بند ہوگیا تھا۔ سن 1997ء میں ہونے والے معاہدے کے بعد تعزیے کا یہ جلوس دوبارہ شروع ہوا اور نواب لڈن صاحب کے مکان واقع کنکر کنواں سے برآمد ہوتا ہے۔ مگر اب اس کا قدیمی راستہ تبدیل ہوگیا ہے۔ اب یہ تعزیہ وکٹوریہ اسٹریٹ سے سیدھے چل کر بلوچ پورہ چوراہے سے اشرف آباد کی طرف مڑ کر سیدھے روضۂ کاظمین جاتا ہے۔

☆☆☆

بچیوں کی تعلیم کے لیے سرمایہ داروں کو آگے آنے کی ضرورت: مولانا سید ارشد مدنی

دینی رہنمائی و اصلاح معاشرہ کانفرنس کے عنوان پر عظیم الشان اجلاس کا مراد آباد میں انعقاد

ذاکر علی بیگ

مراد آباد (صحافت بیورو) دینی تعلیمی بورڈ امارت شرعیہ جمعیۃ علماء شہر مراد آباد کے تحت چلنے والے دینی رہنمائی واصلاح معاشرہ مہم پروگرام کے اختتام پر دینی رہنمائی واصلاح معاشرہ کانفرنس کے عنوان پر ایک عظیم الشان اجلاس عام مراد آباد کی تاریخی جامع مسجد میں بروز جمعہ بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی حکیم سید معصوم علی آزاد امام شہر ونگرانی قاری ابراہیم امام جامع مسجد مراد آباد نے فرمائی، جبکہ پروگرام کی صدارت مولانا محمد طاہر قاسمی صدر جمعیۃ علماء شہر مراد آباد نے کی۔ قاری محمد اعظم استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی تلاوت اور مولوی یحییٰ عبداللہ متعلم مدرسہ شاہی کی نعت پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں مفتی ابوبکر صدیق منصور پوری دینی رہنمائی واصلاح معاشرہ پروگراموں کی نوعیت اور طریقہ کار ضرورت وافادیت کے حوالہ سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم نے اپنے رفقاء کے ساتھ شہر کی ۵۰ مساجد میں دینی رہنمائی پروگرام کیے جس سے تجربہ ہوا کہ عوام میں اس نوعیت کی محنت کی بہت ضرورت ہے، جو لوگ اپنی مصروفیات یا غفلت کی وجہ سے دین کے ضروری مسائل سے ناواقف رہ گئے ہیں وہ اس طرح کے پروگراموں سے فائدہ حاصل کر کے اپنی عبادات اور معاملات کے طریقوں کو شریعت کے مطابق کر سکتے ہیں۔ ائمہ حضرات اور ذمہ داران مساجد اپنی اپنی مسجدوں میں تفسیری حلقوں کے ساتھ ساتھ مسائل کا بھی حلقہ لگائیں نماز کے مسائل پاکی ناپاکی کے مسائل زکوٰۃ، جنازہ وغیرہ کے مسائل سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ سوشل میڈیا کے اس دور میں دین کی صحیح سمجھ بوجھ کے لیے عوام کو اپنے علماء اور مفتیان سے دینی مسائل پوچھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ انہوں نے اس موقع پر اپنے رفقاء کار اور معاونین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر دینی رہنمائی پروگراموں کی کارگزاری کتابچہ کی شکل میں پیش کی گئی۔ مہمان خصوصی امیر الہند مولانا سید ارشد صاحب مدنی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ دینی رہنمائی کے حوالے سے جس مہم کا ذکر کیا گیا وہ بہت ضروری ہے اور عند اللہ مواخذہ اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ دینی مسائل اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے پیغام کو لے کر مساجد کے ساتھ لوگوں کے دروازوں اور آبادیوں کو گلی کوچوں تک پہنچایا جائے امت میں دینی بے راہ روی آزاد مزاجی و ہوا پرستی کا جو رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس کو بدلنے کے لئے بے طلب ہو کر بے غرض لوگوں تک پہنچ کر دین کی طرف لانا ہوگا، اگر یہ نا ہوا تو جو حالات ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس پر حضرت نے سرمایہ داروں کو خطاب کر کے فرمایا کہ وہ لوگ آگے آئیں اور لڑکیوں کے ایسے ادارے قائم کریں کہ جہاں برقعہ کے ساتھ ان کی تعلیم کا نظم ہو۔ انہوں نے ملکی اور عالمی حالات کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جہاں حکومتیں بھی ہمیں پیچھے کرنے پر تلی ہوئی اگر ہم بھی بیٹھ گئے تو نتیجہ بہت خراب آئے گا۔ اس موقع پر دینی رہنمائی پروگراموں میں شریک رہے مفتی محمد ابراہیم، مفتی محمد طاہر، مفتی محمد احسان نے بھی اپنے تاثرات اور تجربات پیش فرمائے۔ صدر جلسہ مولانا محمد طاہر قاسمی صدر جمعیۃ علماء شہر مراد آباد نے مہمانان و معاونین اور مہم میں شریک رہے حضرات کے شکریہ اور دعائیہ کلمات پر مشتمل خطبہ پیش فرمایا۔ اخیر میں پروگرام کے دوسرے مہمان خصوصی مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند نے خطاب فرمایا جس میں علماء و عوام کو دینی ماحول اپنانے اور دین کے پیغام کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کی محنت میں شریک رہ کر اپنی نسلوں کی دینی مستقبل کو سنوارنے کی ہر ممکن کوشش کرنے کو اپنا شعار بنالیں۔ جو محنت ہو رہی وہ قابل مبارکباد ہے لیکن ناکافی ہے اس لیے ہمیں مزید لگن اور اخلاص کے ساتھ اس مہم کو جاری رکھنا چاہیے۔ اس موقع پر مدرسہ عثمان غنی سے فارغ ہوئے ۵۲ حفاظ کرام کی دستار بندی کی گئی اور دینی رہنمائی پروگرام میں حصہ لینے والے مفتیان کرام کو شال پوشی کر کے اور کتابوں کا نذرانہ پیش کر کے اعزاز سے نوازا گیا۔ پروگرام کا اختتام نائب امیر الہند مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب کی رقت آمیز و پرسوز دعا پر ہوا۔ اس موقع پر نائب امام شہر مفتی سید فہد علی آزاد کے فرزند عزیزم محمد علی آزاد سلمہ نے بھی قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اجلاس میں قاری نجیب الرحمٰن، قاری نفیس الرحمٰن، حاجی محمد نسیم صدیقی، مفتی عبدالحق رسول پوری، مفتی محمد طیب، قاری غلام مصطفیٰ، امان، مولانا عبداللہ، مولانا محمد یحییٰ، ظفر ملک، یوسف منصوری، مولانا عبدالجلیل، مولانا رحمت علی، مولانا محمد احسان، حافظ محمد عالم، مفتی محمد فاروق، محمد اسلام، مفتی جلال الدین، مولانا احرار عالم، مولانا سہیل اختر، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا محسن جمال، حاجی انوار حسین، ڈاکٹر محمد صادق، مفتی محمد طیب، نظام حسین پما سمیت کثیر تعداد میں لوگوں کی شرکت رہی۔ نظامت کے فرائض مولانا مزمل حسین ناظم اعلیٰ جمعیت علماء شہر مراد آباد نے انجام دیے۔

دیوبند میں درخت سے لٹکی ملی لڑکی کی لاش

اہل خانہ نے قتل کا الزام لگایا، دو دن سے لاپتہ تھی، ایک کو حراست میں لیا

دیوبند (عارف عثمانی) بی بی پور گاؤں دلت سماج سے تعلق رکھنے والی فزیوتھراپسٹ روینا (23) کی لاش چیتن پوری گاؤں کے جنگل میں جامن کے درخت سے لٹکی ہوئی ملی۔ پولیس، فرانزک اور ڈاگ سکواڈ کی ٹیمیں جائے وقوعہ پر پہنچی اور مکمل تفتیش کی۔ اہل خانہ نے پڑوسیوں پر بیٹی کے قتل کا الزام لگایا ہے۔

اہل خانہ اور گاؤں والوں نے گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے ہنگامہ کیا۔ بی بی پور گاؤں کے رہنے والے سومپال کی بیٹی روینا نے حال ہی میں میرٹھ کے ایک کالج سے فزیوتھراپی کا کورس مکمل کیا تھا۔ ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد وہ شہر کے ریلوے روڈ پر ایک ڈاکٹر کے پاس پریکٹس کر رہی تھی۔ 22 جنوری کو شام 4 بجے وہ مشتبہ حالات میں غائب ہوگئی۔ گھر والوں نے اس کی تلاش کی لیکن اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ انہوں نے لاپتہ شخص کی رپورٹ بھی درج کرائی۔ بھائی رتیش کمار، جو اس کی تلاش میں تھا، ہفتہ کی صبح گیارہ بجے گھر سے پانچ سو میٹر کے فاصلے پر واقع چیتن پوری کے جنگل میں پہنچا اور اس کی بہن کی لاش اسکارف میں درخت سے لٹکی ہوئی ملی۔ اس کے بعد لوگوں کا ہجوم جمع ہوگیا۔ پولیس کے ساتھ ساتھ فرانزک اور ڈاگ سکواڈ کی ٹیمیں بھی موقع پر پہنچ گئیں اور جائے وقوعہ کی مکمل چھان بین کی۔

اہل خانہ نے پڑوسیوں پر قتل کا الزام لگاتے ہوئے شکایت درج کرائی ہے۔ اس دوران گاؤں والوں نے ملزم کی گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے جائے وقوعہ پر ہی ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ پولیس نے بڑی مشکل سے انہیں پرسکون کیا اور لاش کو درخت سے نیچے اتارا۔ اس معاملے میں پولیس نے شکایت کی بنیاد پر ایک نوجوان کو حراست میں لیا ہے۔

ایس ڈی ایم دیوبند نے ایس آئی آر سے متعلق شکایات کو سنجیدگی سے سنا

حکومت کی منشاء کے مطابق شفافیت کے ساتھ ایس آئی آر کا عمل مکمل کیا جائے گا: ایس ڈی ایم

دیوبند (عارف عثمانی) دیوبند کے ایس ڈی ایم یووراج سنگھ نے تحصیل احاطہ میں ایس آئی آر (S.I.R) سے متعلق شکایات کی سنوائی کرتے ہوئے عام لوگوں کے مسائل سنے اور موقع پر ہی ان کا حل نکالا اور چند منٹوں میں ہی مسائل کو حل کیا۔ اپنی شکایات اور مسائل کو لے کر آنے والوں کی مشکلات اور فریادیوں کو سننے کے دوران مختلف دیہی علاقوں سے آنے والے فریادیوں نے ایس ڈی ایم کے سامنے اپنے مسائل پیش کئے۔ جنہیں ایس ڈی ایم یووراج سنگھ نے سنجیدگی کے ساتھ سنا اور فوراً متعلقہ افسران کو ضروری احکامات وہدایات دیں۔ ایس ڈی ایم نے کہا کہ حکومت کی عین منشاء کے مطابق ایس آئی آر کے عمل کو پوری شفافیت اور غیر جانبدارانہ طریقہ سے مکمل کیا جائے گا۔ تاکہ مستحقین کو ان کا حق مل سکے۔ انہوں نے ملازمین کو حکم دیا کہ تمام شکایات کا تصفیہ طے شدہ وقت میں کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں کسی بھی طرح کی لاپرواہی برداشت نہیں کی جائے گی۔ ایس ڈی ایم کی جانب سے مسائل سنے جانے کے دوران ریونیو محکمہ کے افسران اور ملازمین موجود رہے۔ فریادیوں نے موقع پر ہی اپنے مسائل کے حل ہو جانے پر اطمینان کا اظہار کیا۔

اے ایم یو میں سوچھ بھارت بیداری مہم کا انعقاد

علی گڑھ، (پریس ریلیز) نیشنل سروس اسکیم (این ایس ایس)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے خصوصی کیمپ کے تحت علی گڑھ کے رضا نگر اور ذاکر نگر علاقوں میں سوچھ بھارت مشن سے متعلق ایک بیداری مہم این ایس ایس پروگرام کوآرڈینیٹر ڈاکٹر محمد محسن خان کی رہنمائی اور پروگرام افسران ڈاکٹر شیبا نزہت، ڈاکٹر تاروشیکھا سرویش، ڈاکٹر فوزیہ فریدی اور مسٹر محمد عمران خان کی نگرانی میں منعقد کی گئی۔ ناموافق موسمی حالات اور بارش کے باوجود این ایس ایس کے رضا کاروں نے جوش، لگن اور نظم وضبط کے ساتھ صفائی مہم میں حصہ لیا اور سماجی خدمت کے تئیں اپنی وابستگی کا مظاہرہ کیا۔ رضا کاروں نے مقامی باشندوں سے گفتگو کی اور انہیں صفائی کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے سوچھ بھارت مشن کے مقاصد کو فروغ دیا۔

سڑک حادثہ میں ایک ہی خاندان کے دو نوجوان جاں بحق

پولیس نے ضروری کارروائی کے بعد لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے بھیجا

دیوبند (عارف عثمانی) دیوبند میں اسٹیٹ ہائی وے پر 59 پر ہونے والے ایک سڑک حادثہ میں دو نوجوان جاں بحق ہوگئے جبکہ دوسرے دو نوجوان زخمی ہوگئے۔ یہ حادثہ اس وقت پیش آیا کہ جب ایک کار بے قابو ہو کر ڈیوائیڈر سے ٹکرانے کے بعد سڑک کی دوسری جانب چلی گئی۔ پولیس زخمی نوجوانوں کو دیوبند کے سرکاری اسپتال میں داخل کرایا۔ حادثہ میں جاں بحق ہونے والے دونوں نوجوانوں کی پہچان شاہ رخ ولد دلشاد اور شاہد ولد سعید ساکن مظفرنگر کے طور پر ہوئی ہے ان کے ساتھ کار میں گلبہار اور روہت بھی موجود تھے۔ جو اس حادثہ میں زخمی ہوئے ہیں یہ چاروں نوجوان گزشتہ شام مظفرنگر سے دیوبند کسی کام کے لئے آئے تھے۔ اطلاع کے مطابق جب یہ چاروں نوجوان بذریعہ کار واپس مظفرنگر جا رہے تھے تو گھلولی چیک پوسٹ کے قریب اچانک ان کی کار بے قابو ہو کر ڈیوائیڈر کو پار کرتے ہوئے اچھل کر سڑک کی دوسری جانب چلی گئی۔ چشم دید لوگوں کا کہنا ہے کہ کار دوسری طرف ایک دوسری گاڑی سے بھی ٹکرا گئی۔ اس گاڑی کو ٹکر لگنے سے کافی نقصان ہوا ہے۔ اس حادثہ کی اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور اس نے شاہ رخ اور شاہد کی لاش کو اپنے قبضے میں لے کر ضروری کاغذی کارروائی کے بعد پوسٹ مارٹم کے لئے بھیجدیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ متاثرہ خاندان کی جانب سے ابھی کوئی تحریر موصول نہیں ہوئی ہے۔ ایک ہی خاندان کے دو نوجوان کی اچانک حادثاتی موت سے گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔

اے ایم یو کے فیکلٹی ممبر نے لکھنؤ میں بارہویں کارڈیالوجی اپڈیٹ کے دوران وی ایس نارائن خطبہ دیا

علی گڑھ، (پریس ریلیز) جواہر لعل نہرو میڈیکل کالج (جے این ایم سی)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ امراضِ قلب کے پروفیسر آصف حسن نے حال ہی میں لکھنؤ میں منعقدہ بارہویں کارڈیالوجی اپڈیٹ میں ''نوجوانوں میں کورونری آرٹری بیماری'' کے موضوع پر وی ایس نارائن خطبہ دیا۔ اس پروگرام میں ملک بھر سے ممتاز کارڈیالوجسٹ اور طبی ماہرین نے شرکت کی اور قلبی نگہداشت سے متعلق ابھرتے ہوئے چیلنجوں پر تبادلہ خیال کیا۔

پروفیسر آصف حسن نے ملک کے نوجوان میں کورونری آرٹری بیماری (سی اے ڈی) کے بڑھتے ہوئے بوجھ کو اجاگر کیا اور اس سے وابستہ تشخیصی وطبی پیچیدگیوں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ مغربی ممالک کے برعکس ہندوستان میں نوجوان مریضوں کی ایک بڑی تعداد میں ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر جیسے روایتی خطرہ والے عوامل کے بغیر ہی سی اے ڈی پیدا ہو جاتی ہے۔ انہوں نے جینیاتی رجحان، طرزِ زندگی، میٹابولک بے قاعدگیوں اور ماحولیاتی اثرات جیسے نئے اور غیر روایتی خطراتی عوامل کے کردار کی طرف توجہ دلائی اور ہندوستان کے لیے مخصوص تحقیق اور طبی حکمت عملیوں کی ضرورت پر زور دیا۔ یہ خطبہ معروف کارڈیالوجسٹ اور کنگ جارج میڈیکل یونیورسٹی، لکھنؤ کے سابق چیئرمین، شعبہ امراض قلب پروفیسر وی ایس نارائن کے اعزاز میں پیش کیا گیا، جنہوں نے ہندوستان میں قلبی سائنس اور طبی تعلیم کے فروغ کے لیے دہائیوں پر محیط مثالی خدمات انجام دی ہیں۔ اس موقع پر پروفیسر ملک اظہر الدین، چیئرمین، شعبہ امراضِ قلب، جے این ایم سی نے قومی سطح کے علمی فورمز میں فعال شرکت کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے فیکلٹی اراکین کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ ایسے پلیٹ فارم پر شعبہ امراضِ قلب، جے این ایم سی، اے ایم یو کی نمائندگی کریں تاکہ علمی تبادلہ خیال کو فروغ ملے اور ادارے کی شناخت مزید مستحکم ہو۔

اے ایم یو وائس چانسلر نے ذاکر حسین کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی میں جدید اسمارٹ کلاس رومز کا معائنہ کیا

علی گڑھ، (پریس ریلیز):

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلر پروفیسر نعیمہ خاتون نے ذاکر حسین کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی میں تزئین وتوسیع کے بعد جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اسمارٹ کلاس رومز کا معائنہ کیا، جو یونیورسٹی کے تعلیمی بنیادی ڈھانچے کی مسلسل ترقی کی سمت ایک اہم قدم ہے۔

اس موقع پر پرو وائس چانسلر پروفیسر محسن خان، فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی کے ڈین پروفیسر نثار احمد، کالج کے پرنسپل پروفیسر محمد مزمل سمیت مختلف شعبہ جات کے چیئرمین، کوآرڈینیٹرز، مراکز کے ڈائریکٹرز، اساتذہ اور عہدیداران موجود تھے۔ وائس چانسلر نے اسمارٹ کلاس رومز کا معائنہ کیا اور اساتذہ سے تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے ٹکنالوجی سے آراستہ تعلیمی ماحول کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ایسے جدید تعلیمی مقامات تدریس و تعلیم کے نتائج کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک جدید اور عالمی معیار کے تعلیمی ماحول کی فراہمی کے تئیں یونیورسٹی کے عزم کا اعادہ کیا۔ اپنے خطاب میں پرو وائس چانسلر نے ذاکر حسین کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی انتظامیہ کی جانب سے بنیادی ڈھانچے کو مستحکم بنانے کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ اس نوعیت کے اقدامات ٹکنالوجی کی تعلیم کو عصر حاضر کی تعلیمی وصنعتی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے نہایت اہم ہیں۔ کالج کے پرنسپل پروفیسر محمد مزمل نے وائس چانسلر اور یونیورسٹی قیادت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جدید کلاس رومز سے طلبہ اور اساتذہ دونوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے گا۔ پروگرام کی رابطہ کار ڈاکٹر معینہ اطہر، انچارج، ٹریننگ اینڈ پلیسمنٹ تھیں۔

نئے فضلا اپنے علم کو محض معلومات کی حد تک نہ رکھیں، بلکہ اپنے کردار اور عمل میں منتقل کریں

مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور کے محصل مولانا ابرار الحق مظاہری کی طلبہ سے اپیل

دیوبند (عارف عثمانی)

مدارس اسلامیہ سے فراغت کا مرحلہ بظاہر ایک تعلیمی سلسلے کی تکمیل ہے، مگر حقیقت میں یہ زندگی کے ایک ایسے باب کا آغاز ہے جس کے اثرات صرف فرد تک محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرہ، ملت اور امت کی فکری و اخلاقی کیفیت پر بھی براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور کے محصل مولانا ابرار الحق مظاہری فتح پوری نے پریس کو جاری اپنے ایک بیان میں کیے۔ انہوں نے کہا کہ ایک فاضلِ دین جب درسگاہ سے باہر قدم رکھتا ہے تو وہ محض ایک طالب علم نہیں رہتا، بلکہ لوگوں کی نگاہ میں دین کا نمائندہ، شریعت کا ترجمان اور ملت کے لیے رہنمائی کی امید بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فراغت کی خوشی کے ساتھ ساتھ ذمہ داری کا احساس بھی لازمی ہے، اور یہی احساس نئے فضلائے کرام کے مستقبل کو روشن، باوقار اور نتیجہ خیز بناتا ہے۔ یہ دور جس میں ہم زندہ ہیں، سوالات کا دور ہے۔ ذہنوں میں الجھنیں ہیں، معاشرتی مسائل میں پیچیدگی ہے، اور فکری انتشار نے زندگی کے مختلف میدانوں کو متاثر کیا ہے۔ نئی نسل کے سامنے دین کے حوالے سے شکوک وشبہات بھی رکھے جاتے ہیں، اخلاقی قدروں کو کمزور کرنے کی کوششیں بھی جاری ہیں، اور مذہب کو محض رسم یا محدود زاویے سے دیکھنے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے حالات میں عالمِ دین کی ذمہ داری یہ نہیں کہ وہ صرف محفوظ علمی ذخیرے کو دہرا دے، بلکہ یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں عصر حاضر کو سمجھتے ہوئے رہنمائی کا دروازہ کھولے، دلوں کو یقین دے، اور ذہنوں کو سکون فراہم کرے۔ نئے فضلائے کرام کے لیے سب سے پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ وہ اپنے علم کو محض معلومات کی حد تک نہ رکھیں، بلکہ اسے اپنے کردار اور عمل میں منتقل کریں۔ علم جب عمل کے ساتھ جڑ جاتا ہے تو وہ دلوں میں اترتا ہے، اور جب اخلاق کے حسن سے مزین ہوتا ہے تو قبولیت کے دروازے کھلتے ہیں۔ مولانا ابرار الحق مظاہری نے کہا کہ آج معاشرے کو ایسے فضلا کی ضرورت ہے جو ''کہنے'' سے ''پہلے'' ''کرنے'' والے ہوں، جو نصیحت سے پہلے اپنے نمونے سے تعلیم دیں، اور جو اپنی زندگی میں دین کے حسن کو نمایاں کریں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام کی بڑی تعداد دین کو عالم کی زبان سے کم اور عالم کے عمل سے زیادہ پہچانتی ہے۔ لوگوں کے درمیان اٹھنا بیٹھنا، گفتگو کا انداز، غصے اور نرمی کے مواقع، مالی معاملات میں دیانت، وعدے کی پابندی، اختلاف میں تحمل یہ وہ چیزیں ہیں جن سے دین کا چہرہ روشن بھی ہوتا ہے اور مجروح بھی۔ چنانچہ نئے فضلائے کرام اگر اپنے اخلاق کو اپنی پہچان بنائیں اور اپنی شخصیت کو دین کی سچی ترجمان بنائیں تو ان کے لیے خدمت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ دعوت واصلاح کے میدان میں بھی ایک فاضل کے لیے حکمت اور توازن بہت ضروری ہے۔ دین، رحمت اور ہدایت کا نام ہے؛ اور دین کی خدمت کا بہترین طریقہ وہی ہے جو دلوں کو جوڑ دے، نفرتوں کو ختم کرے، اصلاح کے لیے امید پیدا کرے اور گناہگار کو مایوسی میں دھکیلنے کے بجائے توبہ اور خیر کی طرف لے آئے۔ اسی طرح اختلافات کے مسائل میں بھی سنجیدگی اور اعتدال مطلوب ہے۔ اختلاف کی بنیاد علمی ہو تو بھی لہجہ مہذب رہنا چاہیے، اور اگر اختلاف جذباتی ہو تو بھی عالم کا کردار ایسا ہو کہ فتنہ دب جائے اور خیر غالب آ جائے۔ انہوں نے کہا کہ نئے فضلائے کرام کے لیے ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے علمی سفر کو فراغت کے بعد ختم نہ کریں۔ فراغت کے بعد اصل امتحان شروع ہوتا ہے کہ کیا وہ مطالعہ، تحقیق، کتاب سے تعلق اور علمی ترقی کو برقرار رکھتے ہیں یا نہیں۔ عصرِ حاضر کے مسائل میں فقہی بصیرت کے ساتھ سماجی شعور بھی ضروری ہے۔ امت کو ایسے علماء درکار ہیں جو دین کی بنیادوں پر مضبوط ہوں، مگر زمانے کے بدلتے حالات سے بے خبر نہ ہوں۔ جدید فکری چیلنجز، نئی نسل کے سوالات، اخلاقی بحران، معاشرتی انتشار، اور میڈیا کے اثرات یہ سب ایسے میدان ہیں جہاں عالم کا باخبر ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ بروقت اور مؤثر رہنمائی فراہم کر سکے۔ آج کے حالات میں فضلائے کرام کے لیے ایک اور ضروری پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اپنے وقت کی قدر کریں۔ وقت کی بربادی نہ صرف فرد کو کمزور کرتی ہے بلکہ علم کی تاثیر بھی گھٹا دیتی ہے۔ روزانہ مطالعہ، مستقل محاسبہ، اپنے عمل کی اصلاح، اور دعوتی ذمہ داریوں کی ترتیب — یہی چیزیں مستقبل میں کامیابی کی بنیاد بنتی ہیں۔ جو فاضل اپنے وقت کو سنبھال لے، وہ اپنے علم کو بھی سنبھال لیتا ہے اور اپنے مقصد کو بھی پالیتا ہے۔

اے ایم یو میں یومِ جمہوریہ تقریبات روایتی جوش وخروش کے ساتھ منائی جائیں گی

علی گڑھ، (پریس ریلیز) اپنی دیرینہ روایت کے مطابق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (اے ایم یو)، یوم جمہوریہ کو پورے جوش ومسرت کے ساتھ منائے گی اور کیمپس میں 25 اور 26 جنوری کو مختلف پروگراموں کا اہتمام کیا جائے گا۔ تقریبات کا آغاز 25 جنوری کو شام 6:30 بجے یونیورسٹی پولی ٹیکنک آڈیٹوریم میں یوم جمہوریہ مشاعرے سے ہوگا، جس کی صدارت وائس چانسلر پروفیسر نعیمہ خاتون کریں گی، جب کہ 26 جنوری کو یوم جمہوریہ پر صبح 8 بجے ایس ٹی ایس ہائی اسکول سے پربھات پھیری نکالی جائے گی۔ اس کے بعد صبح 9:30 بجے اسٹریچی ہال پر مرکزی تقریب منعقد ہوگی، جہاں وائس چانسلر پروفیسر نعیمہ خاتون قومی پرچم لہرائیں گی۔ قومی ترانہ پڑھایا جائے گا، این سی سی کیڈٹس کی جانب سے سلامی مارچ ہوگا، حلف لیا جائے گا، یونیورسٹی کے طلبہ میشا منال تاج اور ابو داؤد کا خطاب ہوگا اور پھر وائس چانسلر تقریر کریں گی۔

دار العلوم کے سابق نائب مہتمم مولانا معراج الحق کے بھتیجے نجم الحق کا انتقال

نماز جنازہ بعد نماز ظہر ادا کی گئی بعد ازاں سیکڑوں افراد کی موجودگی میں تدفین عمل میں آئی

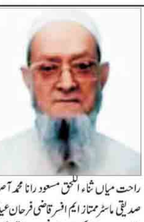

دیوبند (عارف عثمانی) دار العلوم دیوبند کے سابق نائب مہتمم مولانا معراج الحق کے بھتیجے نجم الحق اور مسلم فنڈ ٹرسٹ دیوبند کے کارکن جاوید عثمانی کے بہنوئی نجم الحق کا علی الصبح طویل علالت کے باعث اپنی رہائشگاہ بازار سرسٹہ میں انتقال ہوگیا ہے۔ اُنکے انتقال پر مسلم فنڈ ٹرسٹ کے منیجر سہیل صدیقی، اسسٹنٹ منیجر سید آصف حسین، سابق چیئرمین انعام قریشی، جاوید علوی، محمد رفیع بلا احمد محمد انس قاضی دانش رضوان صدیقی سید اطہر حسین احتشام الحق ادریس انصاری ساجد حسن مسرور عثمانی فیضان الحق سہیل اختر فہیم صدیقی سمیر چودھری راحت میاں ثناء الحق مسعود رانا محمد آصف صدیقی ماسٹر ممتاز ایم افسر قاضی فرحان عیدگاہ وقف دیوبند کے سکریٹری محمد انس صدیقی مرکزی جامع مسجد دیوبند کے متولی خرم عثمانی ڈاکٹر شبلی ڈاکٹر ایس اے عزیز پریس ایسوسی ایشن دیوبند ریاض محمود اسرار احمد فاروقی محمد سعد علی فہد مولانا کمال اصغر، ڈاکٹر عبید اقبال عاصم اور مولانا دلشاد قاسمی سمیت شہر کی سیاسی سماجی دینی اور علمی شخصیات نے اس سانحہ وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے جملہ اہل خانہ وپسماندگان سے اظہار افسوس کرتے ہوئے تعزیت پیش کی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر دار العلوم دیوبند کے احاطہ مولسری میں قاری فوزان نے ادا کرائی بعد ازاں سیکڑوں افراد کی موجودگی میں تدفین قبرستان قاسمی میں عمل میں آئی۔

یوم جمہوریہ کے لیے دہلی پولس کی ٹریفک ایڈوائزری جاری، کئی راستوں پر ٹریفک کا رُخ تبدیل

نئی دہلی، (صحافت بیورو) دہلی پولس نے یوم جمہوریہ 2026 کی تیاریوں کی وجہ سے سڑکوں کی بندش اور ٹریفک کا رخ موڑنے سے متعلق ایڈوائزری جاری کی ہے، تاکہ روزانہ آنے والے مسافروں کو سڑکوں پر ٹریفک کی بھاری بھیڑ، بندش اور ٹریفک ڈائیورژن سے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ عوام کیلئے 21 جنوری سے 29 جنوری 2026 تک راشٹرپتی بھون کا دورہ بند کر دیا گیا ہے۔ مسافروں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ سرائے کالے خان کے راستے رنگ روڈ اور آئی پی فلائی اوور سے

راج گھاٹ کی طرف راستوں کو شمال جنوب سفر کی متبادل سڑکوں کے طور پر استعمال کریں۔ شمال۔جنوب کی نقل وحرکت کیلئے سرائے کالے خان کے راستے رنگ روڈ اور راج گھاٹ کی طرف آئی پی فلائی اوور کا استعمال کیا جانا چاہیے۔ ہموار ٹریفک کے متبادل راستوں میں لاجپت رائے مارگ براستہ متھرا روڈ اور رنگ روڈ کی طرف بھیروں روڈ کے ساتھ ہی اروبندو مارگ، صفدر جنگ روڈ، اور کمال اتاترک مارگ جیسی سڑکیں شامل ہیں۔ مشرق۔مغرب کی نقل وحرکت کیلئے دو پہیہ اور چار پہیہ گاڑیوں والے مسافر رنگ روڈ کا استعمال بھیروں روڈ اور متھرا روڈ سے ہوتے ہوئے سبرامنیم بھارتی مارگ، راجیش پائلٹ مارگ، اور پرتھوی راج روڈ کی طرف سے کر سکتے ہیں۔ وہاں سے، وہ صفدر جنگ روڈ اور کمال اتاترک مارگ سے ہوتے ہوئے پنچشیل مارگ، سائمن بولیوار مارگ، اپر ریج روڈ کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔ جنوبی دہلی سے کناٹ پلیس اور سینٹرل سکریٹریٹ جانے والے مسافروں کو متعدد راستوں کے متبادل فراہم کیے گئے ہیں۔ ایک آپشن مدر ٹریسا کریسنٹ سے ہوتا ہوا پارک اسٹریٹ تک پہنچنے کا ہے، مندر مارگ یا بابا کھڑک سنگھ مارگ کی طرف سفر کر سکتے ہیں جس سے کناٹ پلیس اور سینٹرل ایڈمنسٹریٹیو ایریا تک رسائی فراہم ہو سکتی ہے۔ مسافروں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ کرتویہ پتھ اور راشٹرپتی بھون کے نزدیک ریہرسل کے دوران اضافی سفر کے وقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے سفر اور باہر نکلنے کا منصوبہ بنائیں۔ مقررہ شیڈول والے افراد بالخصوص دفتری اوقات یا فلائٹ کی روانگی کیلئے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ چاشت سے دوپہر تک ڈائیورژن کے اوقات کے دوران غیر ضروری سفر سے گریز کریں۔

بارش کے بعد راجدھانی میں سردی میں اضافہ

آئی ایم ڈی نے درجۂ حرارت میں مزید کمی کی پیش گوئی کردی

نئی دہلی، (صحافت بیورو) دہلی میں گزشتہ روز ہوئی بارش کے بعد ہفتہ کو سردی میں اضافہ ہوا ہے، جس کے ساتھ ہی کم از کم درجۂ حرارت میں کمی درج کی گئی۔ محکمۂ موسمیاتِ ہند (آئی ایم ڈی) کے مطابق آیا نگر میں کم از کم درجۂ حرارت 6 ڈگری سیلسیس، پالم میں 8.6 ڈگری اور صفدر جنگ میں 6.7 ڈگری سیلسیس ریکارڈ کیا گیا۔ صبح کے اوقات میں پالم اور صفدر جنگ میں حدِ نگاہ کم ہو کر 400 میٹر تک رہ گئی۔ اپنے موسمی بلیٹن میں آئی ایم ڈی نے پیش گوئی کی ہے کہ آئندہ 24 گھنٹوں کے دوران دہلی سمیت شمال مغربی ہندوستان میں کم از کم درجۂ حرارت میں مزید 3 سے 5 ڈگری سیلسیس کی کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد آئندہ دو دنوں تک موسم میں زیادہ تبدیلی متوقع نہیں ہے، جس کے بعد درجۂ حرارت میں بتدریج اضافہ ہوگا۔

آئی ایم ڈی کے مطابق موجودہ حالات کم دباؤ والے علاقے کی وجہ سے ہیں، جس سے مغربی ہمالیہ کے علاقے میں برف باری کے ساتھ شمال مغربی ہندوستان کے میدانی علاقوں میں ہلکی سے اوسط بارش ہونے کا امکان ہے۔ 23 جنوری کو بعض مقامات پر ژالہ باری، بجلی گرنے اور تیز ہوائیں چلنے کا بھی امکان ہے۔ محکمے نے کہا کہ حالات میں نمایاں بہتری آنے کی توقع ہے، تاہم 26 سے 28 جنوری کے درمیان ایک اور طاقتور مغربی خلل شمال مغربی ہندوستان کو متاثر کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں 27 جنوری کو مغربی ہمالیائی خطے میں بعض مقامات پر شدید بارش اور برف باری ہو سکتی ہے۔ آئی ایم ڈی نے 24 سے 26 جنوری کے دوران پنجاب، ہریانہ اور چنڈی گڑھ کے کچھ علاقوں میں صبح اور رات کے اوقات میں گھنے سے بہت گھنے کہرے کی وارننگ بھی جاری کی ہے، جبکہ 23 جنوری کو بعض مقامات پر گھنے کہرے کا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے۔

آئندہ دنوں ہماچل پردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش، سب ہمالیائی مغربی بنگال اور سکم کے کچھ حصوں میں بھی اسی طرح کے کہرے کے حالات بننے کا امکان ہے۔

اسی دوران محکمۂ موسمیات کے مطابق 25 اور 26 جنوری کو ہماچل پردیش کے بعض علاقوں میں سردلہر کی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے اور شمالی ہند میں سردی کی شدت بڑھنے کے پیش نظر عوام کو محتاط رہنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

بارش کے باوجود دہلی کی آب وہوا آلودہ، بعض علاقوں میں صورتحال 'انتہائی خراب'

جمعہ کے روز بارش اور درجۂ حرارت میں کمی کے باوجود ہفتہ کے روز دہلی کی فضائی آلودگی کی سطح 'خراب' کے درجے میں برقرار رہی، جبکہ شہر کے کئی علاقوں میں ہوا کا معیار اب بھی 'انتہائی خراب' زمرے میں ہے۔ مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ (سی پی سی بی) کے اعداد وشمار کے مطابق ہفتہ کی صبح دہلی کے بیشتر علاقوں میں ایئر کوالٹی انڈیکس (اے کیو آئی) 'خراب' درجے میں ریکارڈ کیا گیا، جس کی بڑی وجہ باریک ذرات (پی ایم 5.2) کی بلند مقدار رہی۔ چاندنی چوک میں سب سے زیادہ خراب ہوا کا معیار ریکارڈ کیا گیا، جہاں اے کیو آئی 306 رہا، جبکہ سری فورٹ میں یہ سطح 302 رہی۔ وزیر پور میں اے کیو آئی 297، آنند وہار میں 291 ریکارڈ کیا گیا۔ دوارکا سیکٹر 8 میں اے کیو آئی 286 جبکہ صبح تقریباً 9 بجے جواہر لعل نہرو اسٹیڈیم میں 273 درج کیا گیا۔ اشوک وہار میں بھی آلودگی کی صورتحال سنگین رہی اور یہاں اے کیو آئی 282 ریکارڈ ہوا جبکہ سونیا وہار میں نسبتاً کم لیکن پھر بھی غیر صحت بخش اے کیو آئی 272 رہا۔ بارش کے باعث درجۂ حرارت میں کمی آنے کے باوجود آلودگی کی سطح میں خاطر خواہ بہتری نہیں آ سکی، کیونکہ باریک ذرات (پی ایم 2.5) کی زیادہ مقدار نے فضائی آلودگی کو برقرار رکھا اور شہر مسلسل خراب ہوا کی لپیٹ میں رہا۔

کھیل سے بچوں میں نظم وضبط اور قائدانہ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں: ریکھا گپتا

نئی دہلی، (صحافت بیورو) دہلی کی وزیر اعلیٰ ریکھا گپتا نے ہفتہ کے روز کہا کہ کھیلوں سے بچوں میں اعتماد، نظم وضبط، قیادت اور ٹیم ورک کی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ محترمہ ریکھا گپتا نے آج یہاں متھرا روڈ

پر واقع دہلی پبلک اسکول (ڈی پی ایس) میں منعقدہ سالانہ اسپورٹس ڈے کی تقریبات میں شرکت کی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ کھیلوں سے بچوں میں اعتماد، نظم وضبط، قیادت، ٹیم ورک اور مثبت سوچ پیدا ہوتی ہے۔ کھیل کے میدان میں حاصل ہونے والے تجربات سے زندگی کے ہر پہلو میں کامیابی کی مضبوط بنیاد قائم ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے طلبہ کو دل سے کھیلنے، صحت مند مقابلے کو اپنانے اور کھیلوں کے ذریعے سیکھنے کا سلسلہ جاری رکھنے پر مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ دہلی کو صاف ستھرا، خوبصورت، نظم وضبط اور ترقی یافتہ بنانے کے لیے بچے سب سے موثر برانڈ ایمبیسیڈر ہیں۔ جب بچے نظم وضبط کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور صفائی کو اپنے طرز زندگی کا حصہ بناتے ہیں، تو اس کے مثبت اثرات پورے خاندان اور معاشرے میں خود بخود نظر آنے لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ذمہ دار شہری تیار کرنے کیلئے اسکول سے بہتر کوئی پلیٹ فارم نہیں ہے۔ انہوں نے یقین ظاہر کیا کہ آج کے طلبہ کل کے لیڈر بنیں گے اور دہلی کو مثالی، مضبوط اور ترقی یافتہ راجدھانی کے طور پر قائم کریں گے۔ وزیر اعلیٰ نے تمام طلبہ کو نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے کہا کہ صرف اسپورٹس مین شپ، نظم وضبط اور لگن سے ہی صحت مند اور مضبوط ہندوستان کی تعمیر ممکن ہے۔ انہوں نے آئندہ یوم جمہوریہ کی مبارکباد بھی پیش کی اور ویژن 2047 کے ہدف کیلئے مل کر کام کرنے پر زور دیا۔

شمال مغربی دہلی کے بینکیٹ ہال میں آگ لگنے سے چار افراد زخمی، ایک کی حالت نازک

نئی دہلی، 24 جنوری (یو این آئی) دہلی پولس کے مطابق ہفتہ کی سہ پہر شمال مشرقی دہلی کے آدرش نگر میں ایک بینکیٹ ہال میں آگ لگنے سے کم از کم چار افراد جھلس گئے۔ انہوں نے بتایا کہ آگ لگنے کے بارے میں تقریباً 12:50 بجے پی سی آر کال موصول ہوئی، جس کے بعد مقامی پولس کی ٹیمیں موقع پر پہنچیں اور پتہ چلا کہ تین فائر انجن پہلے ہی پہنچ چکے ہیں۔ آگ پر قابو پالیا گیا۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ ابتدائی طور پر جائے وقوعہ پر کوئی زخمی نہیں ملا۔ ابتدائی تفتیش کے دوران پولس کو بتایا گیا کہ دو زخمی افراد کو اسپتال لے جایا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شام 4 بجے کے قریب پرشانت وہار تھانے کو دوسری کال موصول ہوئی جس میں بتایا گیا کہ ایک مقامی بینکیٹ ہال میں 'بھنڈارا' کے دوران آگ لگنے سے چار افراد زخمی ہو گئے ہیں۔

کرتویہ پتھ پر پہلی بار نظر آئے گی فوج کی 'رن بھومی ویوہ رچنا' کی نایاب جھلک

نئی دہلی، (صحافت بیورو) یوم جمہوریہ کی پریڈ میں اس بار تاریخی کرتویہ پتھ پر پہلی بار فوج کی 'رن بھومی ویوہ رچنا' یعنی بیٹل ایرے' کی نایاب جھلک دیکھنے کو ملے گی۔ اس مظاہرے کے ذریعے فوج مستقبل کی کسی بھی جنگ کے لیے اپنی تیاریوں اور طاقتور ساخت کا اظہار کرے گی۔ یہ فارمیشن آپریشن سندور کی کامیابی کو ایک خراج تحسین بھی ہوگی۔ اس کے تحت فوج کے جوان پہلی بار ایک مخصوص اور منفرد بیٹل ایرے' یا میدان جنگ میں صف آرائی شکل میں نظر آئیں گے۔ اس میں ناظرین کو جدید میدان جنگ میں مربوط، نیٹ ورک سے لیس اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس فورس کے طور پر فوج کی تعیناتی اور جنگی نظام کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملے گا۔ فوج کی جھانکی میں ایک مربوط آپریشن سینٹر دکھایا جائے گا، جو 'سدرشن چکر' کی حفاظتی ڈھال کے تحت مشترکہ منصوبہ بندی، درست نشانے اور

☜ پریڈ کی تاریخ میں پہلی بار ہندوستانی فوج کے مارچنگ اور میکانائزڈ کالموں کو جنگی بنیادوں پر جارحانہ فارمیشن میں منظم کیا جائے گا، جس میں دکھایا جائے گا کہ فوجی آپریشنز کے دوران فورسز کا استعمال کس ترتیب سے کیا جاتا ہے۔

فضائی دفاع کی عکاسی کرے گا۔ یہ اس بات کی وضاحت کرے گا کہ جدید جنگوں کی منصوبہ بندی اور ان پر عمل درآمد ریئل ٹائم میں کیسے کیا جاتا ہے۔ پریڈ کی تاریخ میں پہلی بار ہندوستانی فوج کے مارچنگ اور میکانائزڈ کالموں کو جنگی بنیادوں پر جارحانہ فارمیشن میں منظم کیا جائے گا، جس میں دکھایا جائے گا کہ فوجی آپریشنز کے دوران فورسز کا استعمال کس ترتیب سے کیا جاتا ہے۔ بیٹل ایرے' ایک تیار، قابل اور فوری جوابی کارروائی کرنے والی ہندوستانی فوج کی عکاسی کرتا ہے، جس میں انٹیلی جنس، نگرانی، مشینی دستے، ایوی ایشن وسائل، اسپیشل فورسز، توپ خانہ، فضائی دفاع اور لاجسٹکس کو ایک منظم آپریشنل ڈھانچے میں ضم کیا گیا ہے۔ یہ ویوہ رچنا ڈیٹا پر مبنی آپریشنز، طویل فاصلے تک مار کرنے والے نظاموں اور دیسی پلیٹ فارمز کے ذریعے دشمن کے علاقے میں گہرائی تک نگرانی کرنے اور حملہ کرنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔

جان لیوا گڈھے اور آبی جماؤ نے ریکھا حکومت کے 'ترقی یافتہ دہلی' کی قلعی کھول دی: کانگریس

خستہ حال سڑک کے سبب ہونے والے حادثات دہلی کی غیر مجاز کالونیوں اور جھگی جھونپڑی والے علاقوں میں بھی ہو رہے ہیں: دیویندر یادو

نئی دہلی، (صحافت بیورو): دہلی کانگریس صدر دیویندر یادو نے آج ایک بار پھر دہلی کی ریکھا گپتا حکومت کو آبی جماؤ اور خستہ حال سڑک کے لیے تنقید کا نشانہ بنایا۔ انھوں نے کہا کہ بی جے پی کا مطلب تباہی، بدانتظامی، ناکامی اور بدعنوانی والی حکومت ہے۔ چاہے نوئیڈا ہو، گڑگاؤں، فرید آباد یا دہلی ہو، ہر جگہ بی جے پی کی حکومت منظم سہولیات فراہم کرنے کے بجائے اپنی ناکامیوں کے سبب لوگوں کی جانیں لے رہی ہے۔ اس کی تازہ مثال نوئیڈا میں زیر تعمیر بیسمنٹ میں کار گرنے سے ایک نوجوان کی موت ہے۔ دیویندر یادو نے کہا کہ نوئیڈا میں نوجوان کی موت نے جولائی 2024 میں راجندر نگر میں کوچنگ سنٹر کے بیسمنٹ میں پانی بھرنے سے 3 یو پی ایس سی طلبا کی ڈوب کر ہونے والی اموات

کی یاد دلا دی۔ غازی پور میں سڑک پر کھلے نالے میں گرنے سے 23 سالہ خاتون اور اس کے بچے کی بھی موت ہو گئی تھی۔ 25-2024 میں دہلی میں پانی سے بھرے گڈھوں اور کھلے نالوں میں ڈوبنے سے 89 اموات ہوئیں، جبکہ گزشتہ ایک سال میں سڑک حادثات میں 1617 سے زائد جانیں گئیں۔ اتنا ہی نہیں، 2025 کے مانسون میں 11 اموات ہوئیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ریکھا گپتا حکومت کے ترقی یافتہ دہلی منصوبے کی قلعی کھولتی ہے۔ دیویندر یادو کا کہنا ہے کہ دہلی کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ گزشتہ 11 برسوں میں عام آدمی پارٹی اور ایک سال سے بی جے پی کی حکومت نے دہلی کی 38 ہزار کلومیٹر سڑکوں کی مرمت پر سنجیدگی نہیں دکھائی۔ راجدھانی دہلی میں سڑکیں گڈھوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ بی جے پی حکومت نے 25 جون کو 1400 کلومیٹر طویل سڑکوں پر 3433 گڈھوں کی مرمت کا دعویٰ کیا تھا، حالانکہ نیو روہتک روڈ، پنجابی باغ، زکھیرا فلائی اوور، دوارکا، نجف گڑھ، منڈکا، نانگلوئی، پیرا گڑھی سمیت دہلی کی بیشتر سڑکیں پوری طرح تباہ ہو چکی ہیں، جو مسلسل لوگوں کی جان لینے کا سبب بن رہی ہیں۔ دیویندر یادو نے کہا کہ ریکھا حکومت سڑکیں بنانے، کھلے سیور اور نالے ڈھکنے، گڈھے بھرنے، ڈرینیج سسٹم کو بدلنے اور دہائیوں پرانی نالیوں کو تبدیل کرنے کے اعلانات تو بار بار کر رہی ہے، لیکن ان پر کام شروع کرنے کے لیے کابینہ کی جانب سے کوئی ٹھوس فیصلہ نہیں لیا گیا۔ اسی وجہ سے روزانہ کہیں نہ کہیں ٹوٹی سڑکوں کے باعث حادثات میں لوگ جان گنوا رہے ہیں۔ آبی جماؤ جیسے بحران سے نجات کیلئے ڈرینیج سسٹم سے متعلق فیصلوں پر اب تک کوئی کام شروع نہیں ہوا ہے۔ انھوں نے طنزیہ انداز میں کہا کہ شاید اگلے مانسون میں کسی بڑے حادثے کے بعد ہی ریکھا گپتا حکومت نیند سے جاگے گی۔ دیویندر یادو نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ دہلی جل بورڈ، ڈی ڈی اے، پی ڈبلیو ڈی اور دہلی میونسپل کارپوریشن کو نالوں سے گاد نکالنے کا کام اپریل۔مئی کے بجائے جنوری سے ہی شروع کر دینا چاہیے تھا۔

مدرسہ عالیہ عربیہ فتحپوری میں جلسہ ختم بخاری شریف ودستارِ فضیلت کا انعقاد

نئی دہلی، (صحافت بیورو): مدرسہ عالیہ عربیہ، فتحپوری دہلی میں جلسہ ختم بخاری شریف ودستارِ فضیلت نہایت عقیدت، وقار اور علمی فضا میں منعقد ہوا۔ تقریب کی صدارت مولانا محمد جمیل احمد نوحی، شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ نے کی۔ جلسے کا آغاز حافظ فخر الدین کی پرسوز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جبکہ محمد عاقل نے بارگاہِ رسالتؐ میں نعت شریف پیش کی۔ نظامت کے فرائض مولانا محمد مسلم قاسمی (استاذِ حدیث) نے انجام دیے، جبکہ امتحانات کے نتائج اسرار الحق قاسمی نے ترتیب دیے۔ تعلیمی نتائج اور اعزازات: دورہ حدیث شریف میں اول پوزیشن: محمد مسیب میوات، دوم پوزیشن: محمد زکریا میوات، سوم پوزیشن: محمد پرویز میواتی جبکہ جماعتِ اولیٰ کے طالبعلم محمد ابوبکر بن عبدالجلیل بنگالی نے پورے مدرسہ میں اول پوزیشن حاصل کی، جبکہ بہترین حاضری کا اعزاز محمد ابوبکر اور محمد زکریا میواتی کو حاصل ہوا۔ نمایاں کارکردگی پیش کرنے والے تمام طلبہ کو دہلی وقف بورڈ کی جانب سے کتب اور نقد انعامات سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر معززین نے بھی طلبہ کی حوصلہ افزائی کیلئے نقد انعامات پیش کیے۔ تقریب میں بطورِ مہمانِ خصوصی محمد عمران حسین (ایم ایل اے) شریک ہوئے۔ انہوں نے فارغینِ درسِ نظامی کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے تمام طلبہ اور اساتذہ کو فی کس ایک ہزار روپے دینے کا اعلان کیا، جس پر مجمع نے خوشی کا اظہار کیا۔ مولانا جمیل احمد نوحی نے آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور اعمال تولے جائیں گے اور جس کے اعمال بھاری ہوں گے وہی کامیاب ہوگا۔ انہوں نے حدیثِ نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں — اللہ کی کتاب اور میری سنت؛ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، گمراہی سے محفوظ رہو گے۔ مولانا مسلم قاسمی نے اپنے خطاب میں امام بخاریؒ کی حیاتِ مبارکہ اور علمی خدمات پر روشنی ڈالی۔ جلسے میں علما، مشائخ اور معززین کی بڑی تعداد شریک رہی، جن میں مولانا اظہار الحق قاسمی، مولانا جمیل احمد قاسمی، مولانا عزیز الرحمن دہلوی، مولانا نیاز احمد قاسمی، مولانا سید اختر حسن قاسمی، مولانا ابرار احمد قاسمی، مولوی محمد انس، حافظ محمد حماد، مولانا محمد ہارون راہی، مولانا محمد فرقان قاسمی، مولانا محمد قاسم نوری، مولانا ضیاء اللہ قاسمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مولانا بشیر احمد قاسمی، مولانا ظفر الدین قاسمی، مولانا محمد عاقل قاسمی، قاری دلشاد احمد قمر، قاری خورشید احمد، ڈاکٹر رضی الدین شمس، مولانا راشد، مولوی عرفان احمد گیاوی، محمد شاکر صدیقی، ڈاکٹر محمد سفیان رحیمی، مولانا محمد حذیفہ، مولانا نصر اللہ قاسمی، قاری عبد اللطیف، علامہ عبدالحمید عالیاوی اور دیگر شامل تھے۔ جلسے کا اختتام شیخ الحدیث کی رقت آمیز دعا پر ہوا، جس میں امتِ مسلمہ، ملک وملت کی سلامتی اور طلبہ کی کامیابی کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

نصرت اسلامک ماڈرن تعلیمی ادارے میں یومِ جمہوریہ کے موقع پر کلچرل پروگرام کا انعقاد

نئی دہلی، (صحافت بیورو): سیلم پور حلقے کے برہمپوری علاقے میں واقع نصرت اسلامک ماڈرن تعلیمی ادارے میں یومِ جمہوریہ کے موقع پر کلچرل پروگرام منعقد ہوئے جس میں ادارے کے طالب علموں نے حب الوطنی سے وابستہ نغمے ونظمیں پیش کیے۔ اس موقع پر ادارے کی پرنسپل اریبہ خان نے 77 ویں یومِ جمہوریہ کی مبارکباد دی اور یومِ جمہوریہ کے متعلق بیدار کرتے ہوئے کہا کہ 26 جنوری 1950 کو بھارت میں ملک کا قانون نافذ ہوا تھا جس کے مطابق بھارت کا نظام چل رہا ہے۔ یومِ جمہوریہ کے موقع پر صدرِ جمہوریہ کو تینوں افواج کے سربراہ سلامی دیتے ہیں اور راج پتھ پر تینوں افواج کے دستوں کی پریڈ نکلتی ہے۔ ان کے علاوہ ادارے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایس ایم کامران نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یومِ جمہوریہ ہم سب کے لئے خوشی کا دن ہے۔ آزادی کے 3 سال بعد ملک کا آئین نافذ ہوا تھا اسی خوشی میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ ہم سب کو مل کر ملک کی ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اس موقع پر شرکاء حضرات میں اساتذہ عالیہ ابرار، اقرا قدیر، اقرا ابرار، جمیرہ انصاری، فرحین، سعدیہ کامران، طالب علم عبد الغفار، عائشہ خان، بشرا عمر عمران، ازکیہ، مریم انصاری، حماد احمد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جشنِ یومِ جمہوریہ کے موقع پر شاندار مشاعرہ منعقد

اردو اکیڈمی دہلی اور اقراء حمد ونعت اکیڈمی کے اشتراک سے ادبی محفل میں نامور شعراء کی شرکت

نئی دہلی، (صحافت بیورو): جشنِ یومِ جمہوریہ کے موقع پر اردو زبان وادب کے فروغ کی غرض سے ایک شاندار مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ یہ ادبی پروگرام بتعاون اردو اکیڈمی دہلی سرکار منعقد ہوا، جبکہ اقراء حمد ونعت اکیڈمی کی جانب سے اہتمام کیا گیا، جس میں شہر کے علاوہ بیرونِ دہلی سے آئے ہوئے نامور شعراء، ادباء اور ادب دوست حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ راجدھانی کے غالب اکیڈمی میں منعقد مشاعرہ میں حب الوطنی، قومی یکجہتی اور تہذیبی ہم آہنگی پر مبنی کلام پیش کیے گئے، جسے سامعین نے خوب سراہا۔ مشاعرے کی صدارت درد دہلوی نے کی جبکہ نظامت کے فرائض ندیم عاصم بجنوری نے انجام دیے۔ پروگرام کے کنوینر قاری فضل الرحمن نے سبھی مہمانوں کا استقبال کیا، جبکہ شارخ بلوچ نے خیر مقدمی کلمات پیش کیے۔ اس موقع پر مرچنٹ نیوی آفیسر ریحان اشرفی نے بطورِ مہمانِ خصوصی شریک ہوئے۔

انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ اردو زبان ہماری مشترکہ تہذیب کی علامت ہے اور ایسے ادبی پروگرام نئی نسل کو زبان وادب سے جوڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مشاعرہ میں مہمان اعزازی کی حیثیت سے اتراکھنڈ کے ریاستی وزیر مفتی شمعون قاسمی اور سینٹرل وقف کونسل کے ممبر رئیس خان پٹھان نے شرکت کرکے پروگرام کی ستائش کی اور آگے بھی اس طرح سے پروگرام منعقد کرنے پر زور دیا۔ مشاعرے میں جن شعراء وفنکاروں نے اپنا کلام پیش کیا، ان میں علاء ہاشمی، نکہت امروہوی، تسلیح راحت اندوری، ثنا سید دہلوی، انتظار حسین پوری، امتیاز اظہر بجنوری، ابراہیم علی ذیشان، اما ن مرزا ودیگر شعراء کرام نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔ مشاعرہ کو کامیاب بنانے میں محمد مصطفی قریشی، محمد غفران آفریدی، مولانا الطاف، قاری مستقیم، قاری شہزاد عالم، قاری دلشاد، ظفر صدیقی، قاری محمد ناظم ودیگر کی اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ پروگرام میں بڑی تعداد میں نوجوانوں، طلبہ اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔

مشاعرے کے دوران پیش کیے گئے حب الوطنی اور اصلاحی اشعار پر بار بار داد وتحسین کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں قاری فضل الرحمان اور شارخ بلوچ کی جانب سے تمام مہمان شعراء، شرکاء اور اردو اکیڈمی دہلی کا شکریہ ادا کیا گیا اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ آئندہ بھی ایسے ادبی وثقافتی پروگرام منعقد کیے جاتے رہیں گے تاکہ اردو زبان کو مزید فروغ دیا جا سکے۔

بی ایس پی سپریمو مایاوتی کا انتباہ

سیاست کو مذہب سے الگ رکھا جائے

اتفاق رائے سے حل ہو پریاگ راج تنازع

لکھنؤ: اتر پردیش کی سابق وزیر اعلیٰ اور بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) کی سربراہ مایاوتی نے ہفتہ کے روز زور دے کر کہا کہ مذہب اور سیاست کو الگ الگ رکھا جانا چاہیے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ دونوں کے بڑھتے ہوئے امتزاج سے تنازعات، کشیدگی اور سماجی بدامنی جنم لے رہی ہے۔ مایاوتی کا یہ بیان پریاگ راج میں مگھ میلہ کے دوران سنگم میں شنکر آچاریہ کو مبینہ طور پر اسنان سے روکے جانے کے تنازع کے تناظر میں سامنے آیا ہے۔ اتر پردیش دیوس کے موقع پر سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر ایک پوسٹ میں مایاوتی نے کہا کہ حالیہ برسوں

میں نہ صرف اتر پردیش بلکہ پورے ملک میں مذہبی تہواروں، تعطیلات، عبادات اور اسنان جیسی رسومات میں سیاسی شخصیات کی مداخلت میں اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رجحان عوام میں نئے تنازعات اور خدشات کو جنم دے رہا ہے۔ پریاگ راج کے اسنان تنازع کو ایک تازہ مثال قرار دیتے ہوئے مایاوتی نے خبردار کیا کہ "تنگ سیاسی مفادات کے لیے مذہب کو سیاست سے جوڑنا فطری طور پر خطرناک ہے۔"

آئین کی روح پر عمل کی ضرورت: بی ایس پی سربراہ نے زور دیا کہ ملک کا آئین اور قوانین واضح طور پر اس بات کا تصور پیش کرتے ہیں کہ سیاست کو مذہب سے اور مذہب کو سیاست سے الگ رکھا جائے، جبکہ عوامی فلاح اور عوام مرکز طرز حکمرانی کو ترجیح دی جائے۔ مایاوتی نے اس موقع پر ریاست کے عوام کو اتر پردیش دیوس کی مبارکباد بھی پیش کی۔

سیاسی ردعمل اور الزامات: یہ بیان شنکر آچاریہ ادھیمکتیشور آنند سرسوتی کو مگھ میلہ کے دوران سنگم میں اسنان سے روکے جانے کے معاملے پر جاری سیاسی بیان بازی کے بیچ سامنے آیا ہے۔ سماج وادی پارٹی کے صدر اکھلیش یادو نے اس سے قبل بی جے پی کی قیادت والی اتر پردیش حکومت پر سناتن دھرم کی روایات کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا تھا۔

شعبان کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بننے والا مہینہ کہا جاتا ہے: مولانا محمد لقمان

اس مہینہ میں رمضان المبارک کے استقبال، اس کے سایہ فگن ہونے سے قبل ہی اس کی مکمل تیاری کا بھرپور موقع ملتا ہے

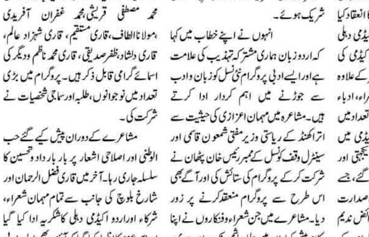

نئی دہلی، (پریس ریلیز): اللہ تعالیٰ نے سال کے مہینوں میں سے جن 4 مہینے کو برگزیدہ فرمایا ہے ان میں ایک شعبان بھی شامل ہے جسے رحمت عالمؐ کا مہینہ قرار دیا۔ لہٰذا شعبان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں تمام بھلائیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، آسمان سے برکتیں اُتاری جاتی ہیں۔

گناہ گار بخشش پاتے ہیں اور برائیاں مٹادی جاتی ہیں، اسی لئے شعبان کو یعنی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بننے والا مہینہ کہا جاتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا محمد لقمان امام وخطیب مسجد طارق الثاقب نے گزشتہ روز خطبہ کے دوران کئے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ شعبان المعظم کا مہینہ بڑی برکتوں اور رحمتوں والا ہے، یہ وہی قابل احترام مہینہ ہے کہ جب رجب المرجب کا چاند نظر آتا تو نبی کریمؐ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"الٰہی رجب اور شعبان میں ہمیں برکت دے اور ہم کو خیریت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے"۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آپؐ کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا، تیمم سے متعلق احکام کا نزول اسی مہینے میں ہوا، تاریخ اسلام کا عظیم غزوہ "غزوہ بنو المصطلق" اسی ماہ میں پیش آیا، اسی مہینے میں آپؐ نے حضرت حفصہؓ اور حضرت جویریہؓ سے نکاح فرمایا۔ مولانا محمد لقمان نے کہا کہ اسلامی سال کا یہ آٹھواں مہینہ اپنی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے مہتم بالشان اور ماہ رمضان کیلئے پیش خیمہ ہوتا ہے، اس مہینہ میں رمضان المبارک کے استقبال، اس کے سایہ فگن ہونے سے قبل ہی اس کی مکمل تیاری اور مختلف ضروری امور سے یکسوئی کا بھرپور موقع ملتا ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے، حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: شعبان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے تمام انبیاء کرام پہ میری فضیلت ہے اور دوسرے مہینوں پہ رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ کی فضیلت۔ ایک اور روایت میں ملتا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ رجب اور رمضان کے درمیان شعبان ایک ایسا مہینہ ہے جس کے فضائل کا لوگوں کو علم نہیں فرمایا اس مہینے لوگوں کے اعمال اللہ تک پہنچائے جاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اس مہینے کی عظمت و اہمیت اتنی ہے کہ خود رسول اکرمؐ نے اس مہینہ میں رمضان کی تیاری کی ترغیب دی ہے، حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں "یہ مہینہ وہ مہینہ جس میں حضور اکرمؐ اس کثرت سے روزے رکھتے تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گمان ہوتا کہ آپ کبھی ترک نہیں کریں گے۔

یوم جمہوریہ کے موقع پر وزڈم اسکول میں منعقد تقریب کے دوران بھائی گلفام قریشی کی عزت افزائی

حصول تعلیم اور ملک وملت کیلئے طلباء کی اہمیت پر اسما حامد، محمد حامد اور شکیل سیفی کا اظہار خیال

نئی دہلی، (صحافت بیورو): ہندوستان کے 77 ویں یوم جمہوریہ کے سلسلے میں راجدھانی کے ماڈل بستی (فلمستان) میں واقع مشہور وزڈم اسکول اینڈ کوچنگ سینٹر میں آج ایک عظیم الشان تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں معروف بلڈر اور سماجی کارکن بھائی گلفام قریشی کی عزت افزائی کی گئی اور ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں ٹرافی سے نوازا گیا۔ 26 جنوری (یوم جمہوریہ) کی مناسبت سے منعقد وزڈم اسکول میں منعقد تقریب کا آغاز جھنڈا اسلامی سے کیا گیا۔ بعد ازاں اسکول میں بچوں کے ذریعہ شاندار رنگا رنگ پروگرام منعقد کیا گیا جس میں اسکول کے بچوں نے حب الوطنی پر مبنی گیت اور دیگر ایکٹیویٹیز کا مظاہرہ کیا۔ تقریب میں وزڈم اکیڈمی کی جنرل سیکریٹری ڈاکٹر اسماء حامد اپنے خطاب میں کہا کہ تعلیم کے ساتھ اخلاقی قدروں کی تربیت وقت کی اہم ضرورت ہے، جبکہ پروگرام کے انچارج حاجی محمد حامد نے کامیاب انعقاد پر اساتذہ، طلبہ اور تمام معاونین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ تقریب میں ورلڈ پیس ہارمنی کے چیئرمین شکیل سیفی نے اپنے خطاب میں ملک اور سماج کی صورتحال پر روشنی ڈالتے ہوئے سینکڑوں میں تعداد میں موجود بچوں کو روایتی تعلیم حاصل کر کے ملک وملت کا نام روشن کرنے کی تلقین کی۔ اس دوران انہوں نے سماج کیلئے بھائی گلفام قریشی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انکی سرگرمیوں کی جم کر تعریف کی۔ وزڈم اسکول میں طلبہ اور سرپرستوں کی موجودگی میں اسما حامد، محمد حامد ودیگر معززین نے بھائی گلفام قریشی کو ٹرافی پیش کرتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ تقریب میں محمود قدوئی، شاکر انصاری، مصطفی قریشی، عارف دہلوی، اقبال احمد، معاذ گلفام قریشی سمیت سینکڑوں طلباء اور سرپرست موجود تھے۔

ٹیک انجینئر کی موت کا معاملہ: نوئیڈا اتھارٹی کے نئے سی ای او کی تقرری، آئی اے ایس کرشنا کرونیش کو ملی ذمہ داری

نوئیڈا: (ایجنسی) اتر پردیش حکومت نے گورکھپور کے ضلع مجسٹریٹ رہ چکے آئی اے ایس افسر کرشنا کرونیش کو ہفتہ کے روز نوئیڈا اتھارٹی کا انچارج سی ای او مقرر کر دیا ہے۔ یہ تقرری اس وقت عمل میں آئی ہے جب نوئیڈا اتھارٹی کے سابق چیف ایگزیکٹو آفیسر اور نوئیڈا میٹرو ریل کارپوریشن (این ایم آر سی) کے مینجنگ ڈائریکٹر ایم لوکیش کو 27 سالہ ٹیک انجینئر کی موت کے بعد 19 جنوری کو معطل کر دیا گیا تھا۔ یہ افسوسناک حادثہ 16-17 جنوری کی رات کو نالج پارک تھانہ علاقے میں سیکٹر-150 کے چوراہے پر پیش آیا، جہاں ایک کار نالے میں گر گئی۔ اس حادثے میں 27 سالہ یوراج مہتا کی موت ہو گئی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق، یوراج مہتا کی موت کی وجہ "حادثے سے قبل پانی میں ڈوبنے کے باعث دم گھٹنا، جس کے بعد دل کا دورہ پڑنا" بتائی گئی ہے۔ واقعے کے بعد وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے ایک خصوصی جانچ ٹیم (SIT) تشکیل دی، جس کی قیادت میرٹھ زون کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل (اے ڈی جی) کر رہے ہیں۔ اس ٹیم میں کمشنر میرٹھ اور چیف انجینئر، پی ڈبلیو ڈی بھی شامل ہیں۔ وزیر اعلیٰ دفتر کے مطابق، ایس آئی ٹی کو پانچ دن کے اندر رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

نوی ممبئی: گھروں میں چوری کرنے والا گروہ بے نقاب

تربھے پولیس کی کارروائی میں 4 ملزمین گرفتار، 4.51 لاکھ روپے کا مسروقہ مال برآمد، پولیس نے پانچ معاملات کو حل کرنے کا کیا دعویٰ

نوی ممبئی: تربھے پولیس نے نئی ممبئی میں گھروں میں چوری کرنے کے الزام میں چار چوروں کو گرفتار کیا ہے اور چوری کے پانچ متعلقہ معاملات کو حل کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ پولیس نے ملزمین سے 4 لاکھ 51 ہزار 400 روپے کا مسروقہ سامان برآمد کیا۔

چوری کا واقعہ 21 جنوری کو پیش آیا، جب نامعلوم افراد فائز رروڈ پر تربھے ناکہ پر سائی کمیونیکیشنز کی موبائل شاپ میں گھس کر موبائل فون اور دیگر قیمتی سامان چوری کر گئے۔ شکایت کے بعد تربھے پولیس اسٹیشن نے تعزیرات ہند (آئی پی سی) کی دفعہ 331(4)، 331(3) اور 305 کے تحت مقدمہ درج کیا۔

تفتیش کے دوران پولیس ٹیموں نے جائے وقوعہ اور آس پاس کے علاقوں سے سی سی ٹی وی فوٹیج کا تجزیہ کیا، ساتھ ہی تکنیکی اور انٹیلی جنس معلومات اکٹھی کیں۔ ان کی بنیاد پر پولیس نے مشتبہ افراد کا سراغ لگایا اور نئی ممبئی کے اے پی ایم سی سبزی منڈی علاقے سے چار ملزمین کو گرفتار کیا۔ ملزم سے پوچھ گچھ میں تربھے، کھنڈیشور اور ربالے ایم آئی ڈی سی پولیس اسٹیشنوں میں گھر توڑ پھوڑ اور چوری کے پانچ مقدمات کا انکشاف ہوا ہے۔

گرفتار ملزمان کی شناخت تاج العلم قمرالدین خان (24)، اشفاق اسیرالدین عالم (32)، ناظم محمد جلال (24) اور محمد اختر محمد سرف الدین عالم (30) کے طور پر کی گئی ہے جو تمام بہار کے کشن گنج ضلع کے رہنے والے ہیں۔ پولیس نے بتایا کہ ملزمین منظم طریقے سے گھروں اور دکانوں کی توڑ پھوڑ میں ملوث تھے، بنیادی طور پر رات کے آخری اوقات میں تجارتی اداروں کو نشانہ بناتے تھے۔

تربھے پولیس اسٹیشن کے سینئر پولیس انسپکٹر ابا صاحب پاٹل نے کہا کہ ملزمان کی شناخت سی سی ٹی وی فوٹیج اور تکنیکی تجزیہ کے ذریعے کی گئی۔ ان کی پوچھ گچھ سے ہمیں چوری کے کئی معاملات کو حل کرنے اور 4.5 لاکھ روپے سے زیادہ مالیت کا مسروقہ سامان برآمد کرنے میں مدد ملی۔ مزید جرائم اور ممکنہ ساتھیوں کی شناخت کے لیے مزید تفتیش جاری ہے۔

پولیس کے مطابق، جن جرائم کا پتہ چلا ہے ان میں تعزیرات ہند کی متعلقہ دفعات کے تحت تربھے پولیس اسٹیشن، کھنڈیشور پولیس اسٹیشن اور ربالے ایم آئی ڈی سی پولیس اسٹیشن میں درج مقدمات شامل ہیں۔ یہ کارروائی اے پی آئی وسیم شیخ، اے پی آئی سمیر چاسکر، پولیس کانسٹیبلوں اور تربھے پولیس اسٹیشن کے دیگر عملے پر مشتمل ایک ٹیم نے کی۔ پولیس حکام نے بتایا کہ اس طرح کے واقعات کو روکنے کے لیے شہر میں گشت اور نگرانی بڑھا دی گئی ہے۔

ممبئی میں تقریبات زوروں پر، دادر کے شیواجی پارک میں ڈریس ریہرسل

ممبئی: شہر میں یوم جمہوریہ کی تقریبات زوروں پر ہیں، ممبئی کے دادر کے شیواجی پارک میں حتمی تیاریاں جاری ہیں، جہاں 77 ویں یوم جمہوریہ سے قبل جمعہ کی صبح بڑے پیمانے پر ڈریس ریہرسل کی گئی۔ مشہور گراؤنڈ نے وسیع پیمانے پر تیاریوں کا مشاہدہ کیا کیونکہ متعدد دستے رسمی کارروائی کی مشق کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے جو ملک کے سب سے اہم قومی واقعات میں سے ایک ہے۔ صبح 11 بجے کے قریب منعقد ہونے والی ریہرسل میں ممبئی پولیس، این سی سی کیڈٹس، بحریہ، آرمی اور فورس ون کے علاوہ دیگر دستوں نے شرکت کی۔ تقریب کے کھلتے ہی ایک رسمی بینڈ مسلسل بجاتا رہا، جس نے حب الوطنی کے ماحول میں اضافہ کیا۔ کارروائی کا آغاز قومی پرچم لہرانے سے ہوا جب قومی ترانہ بجایا گیا، جس کے بعد پریڈ کا معائنہ کیا گیا۔ اس کے بعد ہر شریک بٹالین کی طرف سے ایک نظم وضبط کے ساتھ مارچ پاسٹ کیا گیا، جس نے پرچم کو سلامی دی۔ مکمل یونیفارم میں ملبوس اہلکاروں نے یوم جمہوریہ کی تقریبات سے وابستہ اتحاد، نظم وضبط اور قومی فخر کے جذبے کی عکاسی کرتے ہوئے مطابقت پذیر مشقیں اور فارمیشنز انجام دیں۔ ڈریس ریہرسل 26 جنوری 2026 کو ہونے والی مرکزی تقریب کے ہموار انعقاد کو یقینی بنانے کے لیے تیاریوں کا ایک اہم حصہ ہے۔

گرین لینڈ: برف کے نیچے جلتی عالمی سیاست

محمود خان۔ مانچسٹر

انسان ازل سے طاقت کے محور کو اپنے پاس رکھنے کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔ دنیا کی بڑی طاقتیں آج بھی نقشے بدلنے کے خواب دیکھتی ہیں، پہلے یہ کھیتوں۔ کھلیانوں۔ صحراؤں اور سمندروں میں کھیل کھیلا جاتا تھا اب فرق صرف یہ ہے کہ انسانی جبلت کے خواب برف میں لپٹے علاقوں میں دیکھے جا رہے ہیں۔ گرین لینڈ، ایک ایسا خطہ جو صدیوں تک نظر انداز رہا۔ جسکی جانب کبھی کسی کی نظر نہیں گئی لیکن آج امریکہ اور یورپ کے درمیان خاموش مگر سنجیدہ کشمکش کا مرکز بن چکا ہے۔

امریکہ کے لیے گرین لینڈ کوئی رومانوی جزیرہ نہیں بلکہ ایک اسٹریٹیجک مورچہ ہے۔ آرکٹک خطے میں روس اور چین کی بڑھتی ہوئی موجودگی نے واشنگٹن کو چونکا دیا ہے۔ میزائل دفاع، فوجی نگرانی اور مستقبل کے بحری راستے۔ یہ سب گرین لینڈ کو امریکی قومی سلامتی کے بیانیے میں مرکزی مقام دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چند برس قبل اسے "خریدنے" کی تجویز نے امریکی ذہنیت کو بے نقاب کر دیا: طاقت ہے تو سب کچھ ممکن ہے۔

یورپ، خاص طور پر ڈنمارک، نے اس سوچ کو سختی سے مسترد کیا۔ یورپی مؤقف بالکل واضح ہے جس کے مطابق انسانی بستیاں فروخت نہیں ہوتیں۔ گرین لینڈ کوئی خالی زمین نہیں بلکہ ایک شناخت، ایک ثقافت اور ایک عوامی خواہش کا نام ہے۔ امریکہ کی پیشکش نے دراصل مغرب کے اندر موجود تضادات کو عیاں کر دیا۔ جہاں ایک طرف جمہوریت اور انسانی حقوق کا درس ہے، تو دوسری طرف طاقت کی زبان۔

گرین لینڈ کے عوام اس کھیل میں سب سے زیادہ غیر محفوظ ہیں۔ آزادی کی خواہش، معاشی کمزوری اور عالمی طاقتوں کی دلچسپی۔ یہ تینوں مل کر ایک خطرناک امتزاج بناتے ہیں۔ قدرتی وسائل کی چمک اور آرکٹک کی نئی گزرگاہیں اگرچہ خوشحالی کا خواب دکھاتی ہیں، مگر ساتھ ہی ایک نئے استحصال کا خدشہ بھی جنم لیتی ہیں۔

سوال یہ نہیں کہ گرین لینڈ کس کے ہاتھ آئے گا، سوال یہ ہے کہ فیصلہ کون کرے گا؟ اگر امریکہ اور یورپ نے اسے صرف اسٹریٹیجک شطرنج کا مہرہ بنائے رکھا تو برف کے نیچے دبی آگ جلد شعلہ بن سکتی ہے۔ لیکن اگر گرین لینڈ کے عوام کو مرکز میں رکھا گیا تو یہی خطہ عالمی تعاون کی ایک نادر مثال بھی بن سکتا ہے۔

گرین لینڈ آج ہمیں یہ سبق دے رہا ہے کہ جدید دنیا میں قبضے بندوق سے نہیں، مفادات سے ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی سب سے خطرناک جنگ وہ ہوتی ہے جو برف میں لڑی جائے۔

69.8 کروڑ روپے چوری کرنے والے کمپنی کے سابق بینک اکاؤنٹ منیجر کو گرفتار کیا گیا

ممبئی: سمتا نگر پولیس نے ایک پرائیویٹ کمپنی کے ایک سابق ملازم کو اپنی سابق کمپنی کے بینک اسناد کا غلط استعمال کرتے ہوئے مبینہ طور پر 8.69 کروڑ روپے نکالنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔ جنہیں پرکاش بسنتی لال سوڈانی کمپنی میں سینئر اکاؤنٹس منیجر کے طور پر کام کرتے تھے اور تین سال قبل استعفیٰ دے دیا تھا۔ واقعہ کے منظر عام پر آنے کے بعد ملزم فرار ہو گیا تاہم تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد پولیس نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ وہ فی الحال پولیس کی حراست میں ہے اور اس سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔ اس کی بیوی اور کئی دوسرے بینک کھاتہ داروں کے بھی اس جرم میں ملوث ہونے کا شبہ ہے، اور پولیس فی الحال ان کی تلاش کر رہی ہے۔ سوڈانی نے 21 ستمبر 2019 سے 25 مئی 2022 تک فرم میں سینئر اکاؤنٹس منیجر کے طور پر کام کیا۔

اپنے عہدے کی وجہ سے، سوڈانی کو کمپنی کے اکاؤنٹس اور بینک کی تفصیلات تک مکمل رسائی حاصل تھی۔ مئی 2022 میں سوڈانی کے مستعفی ہونے کے بعد، اکتوبر میں تمام منسلک کمپنیوں کا ایک جنرل اجلاس منعقد ہوا، جہاں منافع میں کمی کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا گیا۔ انہوں نے مشترکہ طور پر کمپنی کا مکمل آڈٹ کرنے کا فیصلہ کیا، اور یہ ذمہ داری وپن ورکھاوت کو سونپی گئی، جو گزشتہ 13 سالوں سے کمپنی کے اکاؤنٹنگ ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ تھے۔ بلوں اور کمپنی کے بینک اکاؤنٹ کی تفصیلات کی جانچ کرتے ہوئے، ورکھوت نے کروڑوں روپے کے کئی آن لائن لین دین کا پتہ لگایا۔ بڑی رقم ایک ہی اکاؤنٹ میں منتقل کی گئی تھی، لیکن مختلف فرموں کو ادائیگی کے طور پر۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ کھاتہ سوڈانی کا تھا۔

الزام ہے کہ اس نے پہلے یہ رقم اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کی اور پھر اسے اپنی بیوی اور دیگر کے بینک کھاتوں میں منتقل کیا۔ ورکھاوت کی شکایت کے بعد، پولیس نے دھوکہ دہی اور مجرمانہ اعتماد کی خلاف ورزی کا مقدمہ درج کیا۔ کیس کا علم ہوتے ہی سوڈانی فرار ہو گیا، لیکن پولیس نے اسے چھ ہفتوں کے اندر ڈھونڈ لیا۔

پونے مارکیٹ یارڈ میں ہاپس کی پہلی آمد، ہاپوس آم کا ڈبہ 15 ہزار روپے میں فروخت ہوا

پونے: اس سیزن کے آم کی پہلی آمد زرعی پیداوار مارکیٹ کمیٹی، پونے کے مارکیٹ یارڈ میں ہوئی ہے۔ آم کے پہلے ڈبے کی قیمت 15000 روپے ملنے سے آم کے کاشتکاروں اور تاجروں میں جوش وخروش کی فضاء پیدا ہو گئی ہے۔ آم کا سیزن مکر سنکرانتی کے آس پاس شروع ہونے کی امید ہے اور جنوری کے آخر تک پھل فروشوں اور تاجروں کی توجہ بنیادی طور پر آم کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اس موسم کی پہلی آمد رتنا گیری ضلع کے جیتا پور سے جلال قاضی لائے ہیں۔ بازار میں داخل ہونے والے پہلے چار ڈبوں میں سے دو ہاپس کے آم اور دو کیشر کے آم تھے۔ یہ پہلی آمد مارکیٹ یارڈ میں جناب سدھیر بین راؤ منسکھ کی دہلیز پر پہنچی۔ ہاپس آم کے ایک ڈبے میں تین درجن پھل ہیں اور اس کی قیمت 15000 روپے ہے۔ اس مہنگے ڈبے کا خریدار تاجر یوراج کاچی تھا۔

میئر اور دیگر منتخب نمائندوں کے لیے 48 کاریں لیز پر لینے کا منصوبہ

بی ایم سی 5 سال کے لیے 12 کروڑ روپے میں لیز پر کاریں حاصل کرے گی

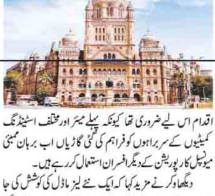

ممبئی: برہان ممبئی میونسپل کارپوریشن (بی ایم سی) کے ڈپٹی کمشنر (سالڈ ویسٹ مینجمنٹ) کرن ڈگھاوکر نے اعلان کیا ہے کہ بی ایم سی 48 کاریں پانچ سال کے لیے لیز پر حاصل کرے گی، جن میں آنے والے میئر، ڈپٹی میئر، اور مختلف کمیٹیوں کے چیئرپرسن جیسے منتخب نمائندوں کے لیے 14 کاریں شامل ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق 48 کاریں 12 کروڑ روپے کی لاگت سے پانچ سال کے لیے لیز پر لی جائیں گی، جس کا اوسط ماہانہ کرایہ 42000 روپے فی کار ہے۔ آنے والے میئر اور ڈپٹی میئر کو ہائبرڈ انووا کاریں دی جائیں گی، جبکہ مختلف کمیٹیوں کے چیئرپرسن، قائد ایوان، قائد حزب اختلاف اور بی ایم سی کے عہدیداروں کو اسکارپیو کاریں دی جائیں گی۔ ڈگھاوکر نے مزید کہا کہ یہ گاڑیاں میئر اور دیگر چیئرپرسن کی تقریب حلف برداری سے تقریباً 8 سے 10 دن پہلے پہنچ جائیں گی۔

انہوں نے بتایا کہ یہ شرم کی بات ہوگی اگر بی ایم سی کے اعلیٰ عہدیداروں کے پاس سفر کرنے کے لیے اچھی گاڑیاں نہ ہوں۔ یہ اقدام اس لیے ضروری تھا کیونکہ پہلے میئر اور مختلف اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے سربراہوں کو فراہم کی گئی گاڑیاں اب برہان ممبئی میونسپل کارپوریشن کے دیگر افسران استعمال کر رہے ہیں۔

ڈگھاوکر نے مزید کہا کہ ایک نئے لیز ماڈل کی کوشش کی جا رہی ہے، جس میں بی ایم سی صرف ڈرائیوروں اور ایندھن کی ادائیگی کرے گی، جبکہ کاروں کو لیز پر دینے والی ایجنسی دیکھ بھال کرے گی۔ پچھلی بی ایم سی کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے 2023 میں میئر اور چیئرپرسن کے لیے 3 کروڑ روپے کی لاگت سے 23 کاریں خریدنے کی تجویز دی تھی، لیکن اس وقت کے وزیر ماحولیات آدتیہ ٹھاکرے کی طرف سے تجویز کردہ الیکٹرک وہیکل پالیسی کے مطابق 2021 میں میئر کے لیے ٹاٹا نیکسن کو لیز پر لیا گیا تھا۔

بی ایم سی نے چار سال قبل میئر اور مختلف کمیٹیوں کے چیئرپرسن کی سرکاری گاڑیاں ان کی مدت ختم ہونے کے بعد واپس لے لی تھیں اور زیادہ تر اسکارپیو کاریں بعد میں بی ایم سی کے دیگر عہدیداروں کے حوالے کر دی گئیں۔

48 گاڑیوں کو لیز پر حاصل کرنے کی تجویز پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے، سابق میئر اور شیوسینا (یو بی ٹی) لیڈر کشوری پیڈنیکر نے کہا کہ برہان ممبئی میونسپل کارپوریشن (بی ایم سی) انتظامیہ کو مثالی طور پر ایسے فیصلے نو منتخب نمائندوں پر چھوڑ دینا چاہیے تھا۔ پیڈنیکر نے کہا یہ آخری فیصلہ ہو سکتا ہے، کیونکہ انتظامیہ پچھلے پانچ سالوں سے اپنے طور پر تمام فیصلے کر رہی ہے۔ پیڈنیکر نے مزید کہا کہ کچھ کمیٹی کے چیئرمینوں کے لیے پہلے لیز پر گاڑیاں حاصل کی گئی تھیں، لیکن میئر کو کبھی بھی لیز پر گاڑی الاٹ نہیں کی گئی۔

محمد اسد اللہ کی کتاب 'باتوں باتوں میں' ادبِ اطفال کے انعام کے لیے منتخب

ناگپور: بچوں کا ادبی ٹرسٹ اور انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی کے اشتراک سے ہر سال ادب اطفال پر مبنی نثری تخلیقی ادب کا ایک مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے جس میں غیر مطبوعہ مسودات پر انعامات دیے جاتے ہیں۔ اول دوم اور سوم انعامات کے مستحق قرار دئے جانے والے مسودات پر بتدریج پچاس، پچیس اور دس ہزار کی رقم بطور انعام دی جاتی ہے۔ 2025 میں ہونے والے اس پانچویں ادبی مقابلے میں معروف انشائیہ نگار محمد اسد اللہ کی کتاب 'باتوں باتوں میں' کو دوسرے انعام سے نوازا گیا ہے۔ اس کتاب میں بچوں کے لیے مصنف نے انشائیے اور مکالمے شامل کئے ہیں۔ بچوں کا ادبی ٹرسٹ کے چیرمین سید غلام حیدر نے ہفتہ وار ہماری زبان میں اس سال کے انعامات کا اعلان کیا جس کے مطابق اول انعام 'سیانا توتا' (تصویری کہانی)، دوم انعام باتوں باتوں میں (انشائیے ومکالمے) اور اولڈ چائلڈ ہاؤس (ناول) اور سوم انعام خودی کو کر بلند اتنا (کہانیاں) کو دیا گیا ہے۔ محمد اسد اللہ ایک انشائیہ نگار ہونے کے علاوہ ادب اطفال میں بھی اپنی شناخت قائم کر چکے ہیں دیگر اصناف میں متعدد کتابوں کے علاوہ ادب اطفال میں ان کی کتابیں گپ شپ، خواب نگر، پرواز، صبح زرنگار اور بچوں کی زمین کے علاوہ ماہنامہ کھلونا ایک انتخاب اور درسی کتابوں میں طنز ومزاح ایک انتخاب منظر عام پر آچکی ہیں۔ موصوف اردو کی درسی کتابوں کی ترتیب واشاعت سے متعلق اداروں مثلاً بال بھارتی اور ایس سی ای آر ٹی پونے کی کمیٹیوں کے رکن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

کلیان ریلوے اسٹیشن سے زیورات سے بھرا لاوارث بیگ برآمد

ریلوے انتظامیہ نے حکومتی ضابطوں کے مطابق تمام قیمتی سامان ضبط کر لیا اور اصل مالک کا پتہ لگانے کی کوشش شروع کر دی

کلیم شیخ

کلیان: سینٹرل ریلوے کے سب سے اہم اسٹیشن کلیان ریلوے اسٹیشن سے قیمتی سامان پر مشتمل ایک لاوارث بیگ برآمد ہوا ہے۔ بیگ میں سونے اور چاندی کے زیورات اور بڑی رقم موجود تھی۔ تمام اشیاء فی الحال ریلوے کی تحویل میں ہیں۔ اس بات کا تعین کرنے کی کوششیں جاری ہیں کہ آیا ان کا سفر سے کوئی تعلق ہے۔

کلیان ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ایک ملازم کو ایک لاوارث بیگ ملا جس میں جیکٹ تھی۔ چونکہ کافی دیر تک کوئی موجود نہیں تھا اس لیے اس نے فوراً اسٹیشن ماسٹر کو اطلاع دی۔ مشکوک اشیاء کے امکان کو مدنظر رکھتے ہوئے، سکیورٹی پروٹوکول کے بعد بیگ کو ضبط کر لیا گیا۔ اسٹیشن ماسٹر نے سکیورٹی اہلکاروں کی موجودگی میں بیگ کو کھولا تو سب حیران رہ گئے۔ تھیلے میں سونے اور چاندی کے مختلف قیمتی جواہرات اور نقدی سمیت قیمتی زیورات موجود تھے۔

ریلوے اہلکار آشوتوش کمار نے کہا کہ ہمیں یہ لاوارث بیگ پلیٹ فارم پر ملا۔ مسافروں اور ان کے سامان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہوئے، ہم نے تمام زیورات اور نقدی کی درست طریقے سے تصدیق کر کے جمع کرا دی ہے۔

بیگ ایک جیکٹ سے ڈھکا ہوا تھا، اس لیے اس کے اندر کا مواد محفوظ تھا۔ ریلوے انتظامیہ نے حکومتی ضابطوں کے مطابق یہ تمام قیمتی سامان ضبط کر لیا ہے اور اصل مالک کا پتہ لگانے کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔

الہاس نگر کیمپ 4 میں سلیب گرنے سے خوف وہراس

پرانی عمارتوں کی حفاظت کو لے کر ایک بار پھر سنگین سوالات

کلیم شیخ

الہاس نگر: شہر کی پرانی عمارتوں کی حفاظت کو لے کر ایک بار پھر سنگین سوالات اٹھ گئے ہیں۔ الہاس نگر کے کیمپ نمبر 4 میں واقع تقریباً 30 سال پرانی روپ ملن عمارت میں جمعہ کی شام سلیب (پلاسٹر) گرنے کا واقعہ پیش آیا۔ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تاہم واقعہ سے علاقہ کے مکینوں میں خوف وہراس پھیل گیا۔ اطلاعات کے مطابق روپ ملن عمارت کے فلیٹ نمبر 303 میں سلیب اچانک گر گیا۔ یہ فلیٹ دھرمیندر آہوجا کی ملکیت میں ہے۔ واقعہ کے وقت فلیٹ میں کوئی موجود نہیں تھا جس سے بڑا حادثہ ٹل گیا۔ اطلاع ملنے پر الہاس نگر میونسپل کارپوریشن کے ملازمین اور فائر بریگیڈ کی ٹیم جائے وقوعہ پر پہنچی اور صورتحال کا جائزہ لیا۔ اس واقعے نے عمارت کی ساختی مضبوطی پر سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ میونسپل انتظامیہ نے عمارت کا مکمل معائنہ کرنے اور ضروری کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ پلاسٹر کی سلیب گرنے سے کسی بڑے حادثے کا خدشہ اردگرد کے مکینوں کو اپنی زد میں لے لیا ہے۔ مقامی رہائشیوں نے شہر کی پرانی عمارتوں کے فوری اسٹرکچرل آڈٹ کا پرزور مطالبہ کیا ہے۔ اس واقعہ نے ایک بار پھر الہاس نگر کی خستہ حال عمارتوں کی حفاظت کا مسئلہ انتظامیہ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کب اور کیسے ٹھوس اقدامات کیے جائیں گے۔

محمد ہارون سنجر میموریل ٹرافی کی گولڈن جوبلی میں اُدھو جی شریک ہوں گے: انل دیسائی

مقامی رکنِ پارلیمنٹ نے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی اور کھیلوں کو فروغ دینے میں ہر ممکن تعاون کا وعدہ کیا

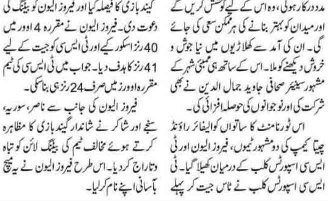

ممبئی: محمد ہارون سنجر، غلام احمد خان آرزو کرکٹ ٹورنامنٹ کے چھٹے روز شیوسینا (یو بی ٹی) کے قدآور رہنما اور مقامی رکنِ پارلیمنٹ انل دیسائی نے ٹورنامنٹ میں شرکت کرتے ہوئے نوجوان کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی۔

اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ٹورنامنٹ کی گولڈن جوبلی تقریب میں شیوسینا کے سربراہ اُدھو جی ٹھاکرے کو بھی اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں گے تاکہ کھلاڑیوں کا حوصلہ مزید بلند ہو۔

انل دیسائی نے اپنے خطاب میں کہا کہ چیتا کیمپ کے نوجوانوں کو کھیل کے میدان میں آگے بڑھانے کے لیے وہ ہر ممکن اقدامات کریں گے اور مختلف کھیلوں کو فروغ دینے میں بھرپور تعاون پیش کریں گے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ لال میدان میں شیڈ کی تنصیب کے لئے جو بھی مدد درکار ہوگی، وہ اس کے لیے کوشش کریں گے اور میدان کو بہتر بنانے کی ہر ممکن سعی کی جائے گی۔ ان کی آمد سے کھلاڑیوں میں نیا جوش و خروش دیکھنے کو ملا۔ اس کے ساتھ ہی ممبئی شہر کے مشہور سینئر صحافی جاوید جمال الدین نے بھی شرکت کی اور نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی۔

اس ٹورنامنٹ کا ساتواں کوالیفائر راؤنڈ چیتا کیمپ کی دو مشہور ٹیموں، فیروز الیون اور ٹی ایس سی اسپورٹس کلب کے درمیان کھیلا گیا۔ ٹی ایس سی اسپورٹس کلب نے ٹاس جیت کر پہلے گیند بازی کا فیصلہ کیا اور فیروز الیون کو بیٹنگ کی دعوت دی۔ فیروز الیون نے مقررہ 4 اوور میں 40 رنز اسکور کیے اور ٹی ایس سی کو جیت کے لیے 41 رنز کا ہدف دیا۔ جواب میں ٹی ایس سی کی ٹیم مقررہ اوورز میں صرف 24 رنز ہی بنا سکی۔

فیروز الیون کی جانب سے ناصر، سوریہ، سنجے اور شاکر نے شاندار گیند بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالف ٹیم کی بیٹنگ لائن کو تباہ وتاراج کر دیا۔ اس طرح فیروز الیون نے یہ میچ بآسانی اپنے نام کر لیا۔

ممبئی میں سونے کی اسمگلنگ کا پردہ فاش

گوشت کی چکی میں چھپائے گئے 2.88 کروڑ روپے ضبط کیے

ممبئی: ڈائریکٹوریٹ آف ریونیو انٹیلی جنس (DRI) کے افسران نے ایک سنڈیکیٹ کا پردہ فاش کیا ہے جو مبینہ طور پر ریاض سے بین الاقوامی کوریئر ٹرمینل، سہار، اندھیری-ایسٹ، ممبئی کے ذریعے سونے کی اسمگلنگ میں معاون تھا۔ ایجنسی کے اہلکاروں نے جمعرات کو دو افراد کو گرفتار کیا اور ان کے پاس سے 2.88 کروڑ روپے کا سونا ضبط کیا جو گوشت کی چکی میں چھپایا گیا تھا۔ ڈی آر آئی ذرائع کے مطابق، مخصوص انٹیلی جنس موصول ہوئی تھی کہ اسمگل شدہ سونا 21 جنوری کو بین الاقوامی کوریئر ٹرمینل، سہار میں درآمد کے ایک کوریئر پارسل کے اندر چھپا ہوا ہے۔ مذکورہ پارسل کی جانچ کرنے پر افسر کو ایک گوشت کی چکی ملی جس پر 1816 گرام وزنی سونا چھپا ہوا تھا جس کی قیمت 2.88 کروڑ روپے تھی۔

ولے پارلے میں واقع تاریخی پارلے جی فیکٹری کو جلد ہی منہدم کر دیا جائے گا

97 سال پرانی فیکٹری کی جگہ پر ایک بڑا کمرشل کمپلیکس بنایا جائے گا

ممبئی: ممبئی کے ولے پارلے میں واقع تاریخی پارلے-جی بسکٹ عمارت کو اب منہدم کر دیا جائے گا۔ اس عمارت نے بچپن کی یادیں اور لاکھوں کی یادیں دہائیوں تک لنگر انداز کر رکھی ہیں۔ پارلے پروڈکٹس وائل پارلے ایسٹ میں 97 سال پرانی فیکٹری کی جگہ پر ایک بڑا تجارتی کمپلیکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، جو کبھی ہندوستان کے سب سے زیادہ پہچانے جانے والے بسکٹ کی جائے پیدائش تھی۔ 7 جنوری کو، ماحولیات، جنگلات اور موسمیاتی تبدیلی کی وزارت (MoEFCC) کے تحت اسٹیٹ انوائرمینٹل امپیکٹ اسسمنٹ اتھارٹی (SEIAA) نے اس منصوبے کو جزوی ماحولیاتی منظوری دے دی۔ اس منظوری سے علاقے میں 21 پرانی اور خستہ حال عمارتوں کو مسمار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ 2025 میں پیش کی گئی تجویز کو بالآخر منظور کر لیا گیا ہے۔

اس 5.44 ہیکٹر پلاٹ کی مجوزہ بحالی 190,360.52 مربع میٹر (مربع میٹر) ہے۔ پروجیکٹ کی تخمینی لاگت 3,961.39 کروڑ (3,961.39 کروڑ) ہے۔ اس جگہ پر چار عمارتیں اور دو الگ الگ پارکنگ ٹاورز، ہر تین اور چھ منزلہ لمبے، تعمیر کیے جائیں گے۔

اکتوبر 2025 میں، ایئرپورٹس اتھارٹی آف انڈیا (AAI) نے ہوائی اڈے کے علاقے کے قریب ہونے اور ایئر فنل زون کے اندر آنے کی وجہ سے اونچائی کی پابندیوں کے ساتھ ایک No Object Certificate (NOC) جاری کیا۔ اس کے مطابق ایک عمارت کی اونچائی 40.30 میٹر اور دوسری کی 28.81 میٹر رکھی گئی۔ تاہم، ماحولیاتی منظوری کے دستاویزات کے مطابق، کمپنی نے ایک عمارت کے لیے 30.70 میٹر کی اونچائی کی درخواست کی ہے، جو اس حد سے 0.30 میٹر سے زیادہ ہے۔

چاروں مجوزہ عمارتوں میں دو تہہ خانے ہوں گے۔ پہلی تین عمارتوں کے اے ونگ چھ منزلہ ہوں گے۔ بلڈنگ نمبر 1 میں بی ونگ کا ایک حصہ تجارتی استعمال کے لیے مختص ہے جبکہ پہلی، ساتویں اور آٹھویں منزل دکانوں اور دفاتر کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ دوسری سے چھٹی منزل پر پارکنگ فراہم کی جائے گی۔ اس تجارتی کمپلیکس میں خوردہ دکانیں، ریستوراں اور فوڈ کورٹ شامل ہونے کی توقع ہے۔

'قابض اسرائیل فلسطینی اسیران کے خلاف جنسی تشدد اور منظم بھوک کو ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے'

غزہ؛ قابض اسرائیل کی انسانی حقوق کی تنظیم بتسیلم کی جانب سے جاری ہونے والی ایک تازہ رپورٹ میں فلسطینی رہا شدہ اسیران کی ایسی چشم کشا شہادتیں سامنے آئی ہیں جو قابض اسرائیل کی جیلوں میں ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم کو بے نقاب کرتی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اسیران کو منظم جنسی تشدد اور جنسی نوعیت کی دھمکیوں سمیت بدترین جسمانی اور نفسیاتی اذیت کا نشانہ بنایا گیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تفتیش اور حراست کے دوران فلسطینی اسیران کو وحشیانہ تشدد اور شدید تذلیل کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجے میں بعض اسیران کو سنگین زخم آئے اور جان بوجھ کر جسمانی اذیت دینے کے باعث جھلسنے کے واقعات بھی پیش آئے۔ بتسیلم کی رپورٹ میں اسیران کے خلاف منظم بھوک کی پالیسی کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، جس کے تحت پانی اور خوراک کی مقدار کو انتہائی حد تک محدود کر دیا گیا۔ بعض اوقات اسیران کو صرف باسی روٹی اور کھیرا دیا جاتا جبکہ پورے دن کے لیے محض ایک پانی کی بوتل فراہم کی جاتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق فلسطینی اسیران کو طبی علاج اور صحت کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم رکھا گیا، جبکہ قید کے غیر انسانی حالات میں پانی کی قلت اور صفائی کے کم سے کم تقاضوں کی عدم فراہمی شامل ہے، جس سے اسیران کی صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ اسی تناظر میں حماس سے وابستہ دفتر اطلاعات اسیران نے تصدیق کی ہے کہ یہ تمام اقدامات فلسطینی اسیران کے خلاف ایک منظم تشدد کی پالیسی کا حصہ ہیں، جس کا مقصد ان کی ہمت توڑنا اور انہیں اجتماعی سزا دینا ہے۔ دفتر اطلاعات اسیران نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر مداخلت کرے، قابض اسرائیل کو ان جرائم پر جواب دہ ٹھہرائے، اسیران کے خلاف جاری تمام خلاف ورزیوں کو روکے اور فلسطینی اسیران کو بین الاقوامی تحفظ فراہم کرے۔ قابض اسرائیل کی جیلیں طویل عرصے سے انسانی حقوق کی تنظیموں کی شدید تنقید کی زد میں ہیں، جہاں فلسطینی اسیران کے خلاف جسمانی اور نفسیاتی تذلیل، خوراک پانی اور علاج سے محرومی کے واقعات مسلسل رپورٹ ہو رہے ہیں، یہ سب بین الاقوامی قانون اور بنیادی انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

غزہ کے دو ہزار اسیران پر بدستور تشدد اور سفاکیت، سیز فائر کے باوجود بدترین ظلم جاری

غزہ: فلسطینی دفتر اطلاعات اسیران نے انکشاف کیا ہے کہ غزہ سے تعلق رکھنے والے تقریباً 2000 فلسطینی اسیران تاحال قابض اسرائیل کی جیلوں اور فوجی کیمپوں میں بدترین تشدد اور انسانیت سوز سفاکیت کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں، حالانکہ سیز فائر نافذ ہو چکا ہے۔ یہ مظالم نسل کشی کی جنگ کے آغاز سے اب تک 14 ہزار سے زائد فلسطینیوں کی گرفتاری کے بعد جاری ہیں۔

دفتر کی جانب سے جمعہ کے روز جاری بیان میں بتایا گیا کہ قابض اسرائیل نے اسیران کو عوفر جیل، النقب جیل، سدیہ تیمان اور رکیفٹ کیمپ میں نہایت کٹھن اور غیر انسانی حالات میں قید کر رکھا ہے، جہاں طویل اوقات کے لیے کمبل اور بستر چھین لیے جاتے ہیں، جس کے باعث سردیوں کے موسم میں اسیران کی تکالیف کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔

بیان میں کہا گیا کہ اسیران کے خلاف بھوک کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی پالیسی بدستور جاری ہے، انہیں ایسی قلیل خوراک فراہم کی جا رہی ہے جو بنیادی غذائی ضروریات کو بھی پورا نہیں کرتی، جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں اسیران شدید وزن میں کمی اور صحت کی سنگین خرابی کا شکار ہو چکے ہیں، خاص طور پر بیمار اور زخمی اسیران کی حالت نہایت تشویشناک ہے۔ دفتر اطلاعات اسیران نے نشاندہی کی کہ دینی اور روزمرہ زندگی سے متعلق مسلسل خلاف ورزیاں بھی جاری ہیں، جن میں باجماعت نماز پر پابندی، قرآن مجید کی ضبطی، فوراً پر سخت قدغن، غسل کی ممانعت اور صفائی کا سامان فراہم نہ کرنا شامل ہے، جس کے باعث اسیران میں جلدی امراض خطرناک حد تک پھیل چکے ہیں۔

بیان کے مطابق ان سفاک پالیسیوں کے نتیجے میں سات اکتوبر سنہ 2023ء سے اب تک غزہ سے تعلق رکھنے والے 51 اسیران کی شہادت کی تصدیق ہو چکی ہے، جبکہ درجنوں اسیران ایسے ہیں جن کا انجام تاحال نامعلوم ہے، یہ سب کچھ جبری گمشدگی اور سینکڑوں اسیران کو نام نہاد غیر قانونی جنگجو قرار دینے کی پالیسی کے تحت کیا جا رہا ہے۔

دفتر اطلاعات اسیران نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ غزہ کے اسیران کی فوری رہائی کے لیے ہنگامی مداخلت کی جائے، تمام خلاف ورزیوں کو فوراً روکا جائے، جیلوں میں آزاد اور غیر جانبدار بین الاقوامی دوروں کو یقینی بنایا جائے اور قابض اسرائیل کو بین الاقوامی قانون کے مطابق جواب دہ ٹھہرایا جائے۔

انسانی حقوق کی تنظیموں کی رپورٹس کے مطابق سات اکتوبر سنہ 2023ء کے بعد سے ان مظالم میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے، جیلوں میں اجتماعی سزاؤں اور بے مثال سختیوں کا سلسلہ جاری ہے، جبکہ عالمی برادری کی خاموشی اور قابض اسرائیل کو جواب دہ بنانے میں ناکامی نے فلسطینی اسیران کو مزید بے یار و مددگار بنا دیا ہے۔

ایک شخص کا قتل، منیسوٹا کے حکام بغاوت پر اکسا رہے ہیں: ٹرمپ

واشنگٹن: وفاقی ایجنٹوں کے ہاتھوں 51 سالہ شخص کی ہلاکت کے بعد منیاپولس میں پولیس کے ساتھ احتجاج اور جھڑپیں شروع ہوگئی ہیں۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے میئر اور گورنر منیسوٹا دونوں پر بغاوت پر اکسانے کا الزام عائد کر دیا اور زور زور دیا ہے کہ ہلاک ہونے والا شخص مسلح تھا۔ ٹرمپ نے مزید کہا کہ منیسوٹا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ چوری اور فراڈ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس پر انہوں نے منیسوٹا سے ڈی پورٹ کیے گئے 12 ہزار غیر قانونی تارکین وطن کی گرفتاری کا بھی حوالہ دیا۔ منیا پولس کے پولیس چیف نے علاقے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کے پیش نظر مظاہرین سے پرامن رہنے اور شہر کو تباہ نہ کرنے کی اپیل کی ہے۔ وزارت کی جانب سے پلیٹ فارم "ایکس" پر جاری ایک پوسٹ میں کہا گیا کہ ایک وفاقی ایجنٹ نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کے ڈر سے دفاع میں گولیاں چلائیں۔ موقع پر موجود پیرامیڈیکس نے فوری طور پر مشتبہ شخص کو طبی امداد فراہم کی تاہم اسے وہیں مردہ قرار دے دیا گیا۔ وزارت نے مزید بتایا کہ فائرنگ کا واقعہ ایک پرتشدد حملے کے الزام میں مطلوب غیر قانونی تارک وطن کے خلاف کارروائی کے دوران پیش آیا۔ اس سے قبل منیسوٹا کے گورنر ٹم والز نے اعلان کیا تھا کہ امیگریشن کے خلاف جاری سخت مہم کے دوران وفاقی پولیس اہلکاروں نے منیا پولس میں ایک اور شخص پر گولیاں چلائی ہیں۔ ڈیموکریٹک گورنر ٹم والز نے سوشل میڈیا پر اپنی پوسٹ میں کہا کہ فائرنگ کے واقعے کے بعد وہ وائٹ ہاؤس کے ساتھ رابطے میں تھے۔ انہوں نے صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے اپنی ریاست میں اس سخت مہم کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ واضح رہے جمعہ کو شہر کی سڑکیں ہزاروں مظاہرین سے بھری ہوئی تھیں جو شدید سرد موسم میں تارکین وطن کے خلاف سخت مہم کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور وفاقی قانون نافذ کرنے والے اداروں کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جمعہ کے روز ہزاروں افراد نے سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے منیا پولس میں صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی غیر قانونی امیگریشن کے خلاف مہم کے خلاف احتجاجی تحریک میں حصہ لیا۔ پانچ سالہ تارک وطن بچے کو گرفتار کرنے پر پھیلنے والے شدید غم و غصے کے باعث کاروباری مراکز بند رہے۔ امریکی وسطی مغرب میں واقع ریاست منیسوٹا میں غیر قانونی امیگریشن کے خلاف کارروائی کے خلاف ایک مربوط تحریک کے تحت درجنوں ادارے جن میں سٹورز، ریسٹورنٹ اور تفریحی مراکز شامل تھے بند رہے۔ جس شہر کی قیادت ڈیموکریٹس کر رہے ہیں وہاں امیگریشن اینڈ کسٹمز ایجنسی کے ہزاروں اہلکار تعینات کیے گئے ہیں کیونکہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ غیر قانونی تارکین وطن کی بے دخلی کی مہم تیز کر رہی ہے۔

غرب اردن: نابلس میں قابض اسرائیل کی فائرنگ سے فلسطینی شہری شہید

غزہ؛ فلسطینی وزارت صحت نے اعلان کیا کہ جنوبی نابلس کی بلدہ مادما میں قابض اسرائیل کی فائرنگ کے نتیجے میں شہری جبرین احمد جبر قط شہید ہوگیا۔ وزارت صحت کو یہ اطلاع جنرل سٹی زن افیئرز نے دی کہ شہید کا جسد خاکی قابض اسرائیل کی افواج کے قبضے میں ہے اور ابھی تک واپس نہیں ملا۔

نابلس میں ہلال احمر کے مرکز امداد و ہنگامی حالات کے ڈائریکٹر عمید احمد نے بتایا کہ جبرین احمد جبر قط کو مادما کے قریب قابض افواج نے شدید گولی مار کر زخمی کیا، جس کے بعد افواج نے امدادی ٹیموں کو متاثرہ تک پہنچنے سے روکا اور انہیں ایک نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ریڈ کراس کے ساتھ رابطہ جاری ہے تاکہ جنازہ بازیابی کی کوشش کی جا سکے۔

گذشتہ ہفتے قابض اسرائیل نے مغربی کنارے اور القدس میں فلسطینیوں کے خلاف اپنی زمینی کارروائیاں تیز کر دی تھیں، جن میں قتل، گرفتاری، چھاپے، املاک اور مقدسات پر حملے شامل ہیں، جن کی تعداد 1024 درج کی گئی۔

'خودمختاری پر سمجھوتا نہیں کریں گے'

ٹرمپ کے 'گرین لینڈ معاہدے کے فریم ورک' کے بارے میں ہم کیا جانتے ہیں؟

واشنگٹن: امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اعلان کیا ہے کہ گرین لینڈ کے حوالے سے ایک 'مستقبل کے معاہدے کا فریم ورک' موجود ہے۔ بدھ کے روز دیا گیا یہ بیان کئی دنوں اور ہفتوں سے بڑھتی ہوئی کشیدگی کے بعد ایک حیران کن اعلان تھا، حتیٰ کہ نیم خودمختار علاقے گرین لینڈ، جو نیٹو اتحادی ڈنمارک کے زیرِ انتظام ہے، کو فوجی طاقت کے ذریعے قبضے میں لینے کی دھمکی بھی دی گئی تھی۔

اب سوال یہ ہے کہ اس معاہدے میں کیا کچھ شامل ہو سکتا ہے اور کیا یہ ڈنمارک اور گرین لینڈ کے لیے قابلِ قبول ہوگا۔ دونوں نے واضح کر دیا ہے کہ وہ 'آرکٹک میں واقع دنیا کے سب سے بڑے جزیرے کی خودمختاری پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کریں گے۔'

فریم ورک معاہدے کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

در ٹرمپ نے یہ اعلان سوئٹزرلینڈ کے شہر ڈیووس میں ورلڈ اکنامک فورم میں ہونے والی بات چیت کے بعد کیا تھا۔

انھوں نے اپنی سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ٹرتھ سوشل' پر کہا کہ 'نیٹو کے سیکریٹری جنرل مارک رُوٹے کے ساتھ میری نہایت نتیجہ خیز ملاقات کی بنیاد پر ہم نے گرین لینڈ کے حوالے سے مستقبل کے معاہدے کا فریم ورک تشکیل دیا ہے۔' انھوں نے تفصیلات نہیں بتائیں، لیکن کہا کہ معاہدے تک پہنچنے کے لیے بات چیت جاری رہے گی۔

مارک روٹے نے کہا کہ انھوں نے اپنی ملاقات میں گرین لینڈ پر ڈنمارک کی خودمختاری کے اہم مسئلے پر بات نہیں کی۔

ڈنمارک کی وزیرِ اعظم میٹے فریڈرکسن نے کہا کہ ڈنمارک کے عوام ہر چیز پر بات چیت کر سکتے ہیں، لیکن 'ہم اپنی خودمختاری پر بات چیت نہیں کر سکتے۔' گرین لینڈ کے وزیرِ اعظم نے بھی میٹے فریڈرکسن کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ خودمختاری ایک 'سرخ لکیر' ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جینس۔فریڈرک نیلسن نے کہا کہ انھیں اس معاہدے کی تفصیلات معلوم نہیں ہیں جس پر بات ہو رہی ہے۔'

تفصیلات اور آپشنز کیا ہیں؟

نیو یارک ٹائمز نے نام ظاہر نہ کرنے والے حکام سے متعلق ایک خبر شائع کی ہے کہ ایک تجویز میں ڈنمارک گرین لینڈ کے چند چھوٹے علاقوں پر اپنی خودمختاری ختم کر دے، جہاں امریکہ فوجی اڈے قائم کرے گا۔

یہ انتظام قبرص میں موجود دو ایسے اڈوں کی حیثیت سے مشابہ ہوگا، جو 1960 میں قبرص کے آزاد ہونے کے بعد سے برطانوی انتظام میں ہیں۔ یہ واضح نہیں کہ یہ ماڈل کیسے لاگو ہوگا اگر ڈنمارک اور گرین لینڈ دونوں اپنی خودمختاری ترک کرنے سے انکار کر دیں۔

گرین لینڈ پر قبضے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے ٹرمپ نے جزیرے کے گرد چینی اور روسی جہازوں کے خطرے کا ذکر کیا ہے، حالانکہ ڈنمارک کا کہنا ہے کہ آج کے دن کوئی ایسا خطرہ موجود نہیں۔

اس نکتے پر نیٹو اتحادیوں نے امریکہ کو یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آرکٹک میں سکیورٹی کو مزید مضبوط کریں گے اور مارک روٹے کا کہنا ہے کہ فریم ورک معاہدہ اس تعاون کا بھی تقاضا کرے گا۔ انھوں نے جمعرات کو کہا کہ 'مجھے کوئی شک نہیں کہ ہم یہ بہت جلد کر سکتے ہیں۔ یقیناً میں 2026 کی امید رکھتا ہوں، بلکہ 2026 کے اوائل میں بھی۔' برطانیہ کی وزیرِ خارجہ یوویٹ کوپر نے کہا کہ برطانیہ نے آرکٹک سینٹر قائم کرنے کی تجویز دی ہے، جو بالکل اسی طرز پر ہوگا جس طرح نیٹو نے بالٹک سینٹر قائم کیا تھا۔ یہ ایک مشن تھا جس کا مقصد بالٹک سمندر میں جہازوں کی نگرانی کو بڑھانا تھا۔

'کیا 'ملکیت' سے ہٹ کر کوئی معاہدہ ٹرمپ کو راضی رکھ سکتا ہے؟

سنہ 1951 کے ایک معاہدے کے تحت امریکہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جتنے چاہے فوجی گرین لینڈ بھیج سکتا ہے۔ اس وقت بھی وہاں کے شمال مغربی حصے میں واقع پٹُفِک اڈے پر سو سے زیادہ فوجی مستقل طور پر تعینات ہیں۔

امریکی حکام کے مطابق کسی نئے معاہدے تک پہنچنے کے لیے بات چیت کا مرکز اسی معاہدے کی دوبارہ تشکیل ہو سکتا ہے۔

ان مذاکرات پر ٹرمپ کا گرین لینڈ کو 'اپنی ملکیت' بنانے کا اصرار چھایا ہوا ہے۔ اگر ٹرمپ اپنی مرضی منوا لیتے ہیں تو خودمختاری کے حوالے سے سرخ لکیر عبور کرنے کے علاوہ مذاکرات کاروں کو گرین لینڈ میں زمین کی فروخت پر آئینی پابندی کا بھی حل تلاش کرنا ہوگا۔

ایک ماڈل کی مثال کیوبا میں امریکی بحری اڈہ گوانتانامو ہے، جو 1903 سے ایک مستقل لیز معاہدے کے تحت مکمل امریکی کنٹرول میں ہے۔ یہ واضح نہیں کہ آیا یہی کچھ وہ آپشنز تھے جنھوں نے ٹرمپ کو ڈیووس میں یو ٹرن لینے پر مجبور کیا، جہاں انھوں نے گرین لینڈ پر فوجی کارروائی کے ذریعے قبضے کی دھمکی واپس لے لی، جس پر نیٹو اتحادیوں نے سکون کا سانس لیا۔ نیٹو سنہ 1949 میں اس اصول پر قائم ہوا تھا کہ کسی ایک اتحادی پر بیرونی حملہ سب پر حملہ تصور ہوگا۔ ڈنمارک نے واضح کر دیا تھا کہ اگر کوئی اتحادی دوسرے پر فوجی حملہ کرے تو اس کا مطلب ٹرانس۔اٹلانٹک اتحاد کا خاتمہ ہوگا، جس میں امریکہ بڑا شریک ہے۔

یہ حقیقت کہ ٹرمپ کا 'فریم ورک' کا اعلان مارک روٹے سے ملاقات کے بعد آیا، گرین لینڈ میں کچھ تشویش کا باعث بنا کہ ان کے مستقبل پر مذاکرات ان کی غیر موجودگی میں ہو رہے ہیں۔

جمعرات کو گرین لینڈ کے وزیرِ خارجہ ویوین موٹزفیلڈٹ نے کہا کہ گرین لینڈ کی حکومت نے انھیں اپنی طرف سے مذاکرات کرنے کو نہیں کہا بلکہ 'سرخ لکیریں براہِ راست صدر ٹرمپ تک پہنچانے' کو کہا ہے۔ مارک روٹے نے اس بات کی تصدیق نہیں کی کہ ایسا ہوا ہے۔ انھیں صدر ٹرمپ کی مسلسل تعریف کرنے پر تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

معدنیات یا کوئی اور وجہ، ٹرمپ آخر گرین لینڈ کیوں چاہتے ہیں؟

ٹرمپ کا کہنا ہے کہ گرین لینڈ ان کے 'گولڈن ڈوم' دفاعی نظام کے منصوبے کے لیے ضروری ہے، جو امریکہ کو روس اور چین کے میزائل حملوں سے بچانے کے لیے بنایا جا رہا ہے، اور اس میں یورپی اتحادی بھی تعاون کر سکتے ہیں۔ یہ جزیرہ نایاب معدنیات کے وسیع اور زیادہ تر غیر استعمال شدہ ذخائر رکھتا ہے، جن میں سے کئی موبائل فونز اور برقی گاڑیوں جیسی ٹیکنالوجیز کے لیے نہایت اہم ہیں۔

ٹرمپ نے یہ نہیں کہا کہ امریکہ گرین لینڈ کی دولت کے پیچھے ہے، لیکن ان کا کہنا ہے کہ جزیرے پر امریکی کنٹرول 'سب کو ایک بہت اچھی پوزیشن میں لے آتا ہے، خاص طور پر جب بات سکیورٹی اور معدنیات کی ہو'۔

غزہ میں بے گھر افراد کی رہائش کا بحران سب سے بڑا چیلنج ہے: اقوام متحدہ

غزہ: اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتیریس کے ترجمان فرحان حق نے کہا ہے کہ غزہ کی پٹی میں بے گھر ہونے والے فلسطینیوں کی رہائش کا مسئلہ اس وقت سب سے سنگین اور نمایاں چیلنج بن چکا ہے جس کا سامنا محصور علاقے کو ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ غزہ میں

داخل ہونے کی اجازت دی جانے والی خیموں کی تعداد بے گھر افراد کی تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہرگز کافی نہیں، جبکہ قابض اسرائیل کے محاصرے اور مسلسل سفاکیت کے باعث انسانی حالات پہلے ہی نہایت ابتر ہو چکے ہیں۔ فرحان حق نے الجزیرہ سے گفتگو کرتے ہوئے زور دیا کہ غزہ کی پٹی میں اشیائے ضروریہ کی ترسیل پر عائد تمام پابندیاں فوری طور پر ختم کی جانی چاہئیں، کیونکہ ان پابندیوں کا تسلسل انسانی بحران کو مزید گہرا کر رہا ہے اور نہتے فلسطینی شہریوں کی اذیتوں میں اضافہ کر رہا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ قابض اسرائیل کی جانب سے سامان کی آمد و رفت پر قدغنیں برقرار رکھنا اجتماعی سزا کے مترادف ہے جو بین الاقوامی انسانی قوانین کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس کے نتائج براہ راست بے گھر فلسطینی خاندانوں بالخصوص بچوں اور خواتین کو بھگتنا پڑ رہے ہیں۔

غزہ میں اوپن ہارٹ سرجریز دوبارہ بحال، دو سال بعد تین کامیاب آپریشن

غزہ: غزہ کے محصور فلسطینی عوام کے لیے ایک امید افزا پیش رفت میں وزارت صحت غزہ نے اعلان کیا ہے کہ فلسطینی ہلال احمر سے وابستہ القدس ہسپتال کے مرکز میں اوپن ہارٹ کے تین آپریشن کامیابی سے انجام دیے گئے ہیں، یہ آپریشنز وزارت صحت کے طبی عملے کی شرکت اور PALMED فاؤنڈیشن کے طبی وفد کے تعاون سے کیے گئے۔ وزارت صحت نے بتایا کہ یہ آپریشنز گذشتہ جمعرات اور جمعہ کے دوران مکمل کیے گئے اور یہ دو سال سے زائد عرصے بعد اپنی نوعیت کے پہلے آپریشن ہیں، اوپن ہارٹ کی سرجری کی یہ سروس قابض اسرائیل کی مسلط کردہ نسل کشی کی جنگ کے باعث معطل ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں غزہ کا پورا صحت کا نظام شدید تباہی سے دوچار ہوا۔ وزارت صحت نے وضاحت کی کہ اس سروس کی بندش کی بنیادی وجہ دل کے آپریشنز کے لیے درکار ادویات اور طبی سامان کی شدید قلت تھی جو سو فیصد تک پہنچ چکی تھی، اس کے ساتھ ساتھ الشفاء میڈیکل کمپلیکس اور غزہ یورپی ہسپتال میں اوپن ہارٹ کی سرجری کے مراکز کی بنیادی تنصیبات کو بھی بڑے پیمانے پر تباہ کر دیا گیا تھا، جس کے باعث سیکڑوں مریض خصوصی جراحی مداخلت سے محروم رہے۔ وزارت صحت نے اس طبی کامیابی کو ایک قومی کارنامہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ پیش رفت ان مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے جو خصوصی طبی خدمات کی بحالی کے لیے کی جا رہی ہیں، یہ کامیابی اس تباہ کن جنگ کے باوجود صحت کے شعبے میں بحالی کی ایک جھلک پیش کرتی ہے۔ وزارت صحت نے اس عزم کا اظہار کیا کہ مختلف اداروں کے ساتھ شراکت داری میں خصوصی طبی خدمات کی بحالی کا عمل جاری رکھا جائے گا، وہ خدمات جن سے غزہ کے مریض دو سال سے زائد عرصے تک محروم رہے۔ ساتھ ہی وزارت نے فوری طور پر ضروری طبی وسائل کی فراہمی کا مطالبہ کیا تاکہ کھلے دل کی سرجری کی سروس کو مستقل بنیادوں پر جاری رکھا جا سکے اور غزہ میں مریضوں کی جانیں بچائی جا سکیں۔ اکتوبر سنہ 2023ء سے قابض اسرائیل نے امریکہ اور یورپ کی پشت پناہی سے غزہ میں منظم نسل کشی کا ارتکاب کیا، جس میں قتل عام، بھوک کو بطور ہتھیار استعمال کرنا، ہمہ گیر تباہی، جبری بے دخلی اور گرفتاریاں شامل ہیں، یہ سب کچھ عالمی اپیلوں اور عالمی عدالت انصاف کے جنگ بندی کے احکامات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے کیا گیا۔ اس نسل کشی کے نتیجے میں اب تک دو لاکھ 42 ہزار سے زائد فلسطینی شہید اور زخمی ہو چکے ہیں، جن میں اکثریت بچوں اور خواتین کی ہے، اس کے علاوہ 11 ہزار سے زائد افراد لاپتا ہیں، لاکھوں فلسطینی بے گھر ہو چکے ہیں، شدید قحط نے متعدد جانیں لے لی ہیں اور غزہ کے بیشتر شہر اور علاقے مکمل تباہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود قابض اسرائیل غزہ میں سیز فائر معاہدے کی مسلسل خلاف ورزیاں جاری رکھے ہوئے ہے، یہ معاہدہ 10 اکتوبر سنہ 2025ء کو نافذ ہوا تھا، ان خلاف ورزیوں میں بمباری، فائرنگ اور فلسطینیوں کے گھروں کو دھماکوں سے اڑانا شامل ہے۔

نابلس میں یہودی بلوائیوں کی مسجد کی بے حرمتی، املاک پر وحشیانہ حملے

غزہ: قابض اسرائیل کے انتہا پسند صہیونی آبادکاروں نے غرب اردن کے شمالی شہر نابلس کے مشرق میں بلدہ بیت فوریک کی اراضی میں واقع خربہ طانا میں ایک مسجد کے اندر موجود سامان کو تباہ کر دیا، یہ کارروائی مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینیوں کے خلاف جاری منظم حملوں کی ایک اور کڑی ہے۔ خربہ طانا کی اراضی کے دفاعی کمیٹی کے ذمہ دار ثائر حننی نے بتایا کہ آبادکاروں کے ایک مسلح گینگ نے خربہ طانا میں مسجد الشیخ پر دھاوا بول دیا اور اس کے اندر موجود سامان کو شدید نقصان پہنچایا، اس کے ساتھ ساتھ اسی علاقے میں موجود زرعی باغات کی باڑ کو بھی توڑ پھوڑ کا نشانہ بنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حملہ فلسطینیوں کے مقدس مقامات اور ان کے روزمرہ ذرائع معاش پر براہ راست حملہ ہے جو قابض اسرائیل کی سرپرستی میں آبادکاروں کی کھلی سفاکیت کو بے نقاب کرتا ہے۔ مقبوضہ مغربی کنارے کے مختلف علاقوں میں آئے روز کشیدگی دیکھنے میں آ رہی ہے جہاں صہیونی آبادکار فلسطینی دیہاتی آبادی پر حملے کرتے ہیں، ان کی املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں اور فلسطینی زرعی زمینوں کو تباہ کر کے مقامی آبادی کو ان کی سرزمین سے بے دخل کرنے کی منظم کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

روزنامہ صحافت اردو ویب ایڈیشن برمنگھم (یو.کے.) کو پبلشر نغمہ امیر نے ٹیڈنگٹن گروپیری بار برمنگھم بی-42 آئی آر جی یو.کے. سے شائع کیا۔ پروپرائٹر و گروپ ایڈیٹر: امان عباس، ریزیڈینٹ ایڈیٹر: امیر مہدی، بیورو چیف: نغمہ امیر، ای-میل: Naghmaamir@rediffmail.com، موبائل نمبر: 386368 7897 44+

قارئین کو مشورہ: "صحافت" میں چھپے ہوئے مضامین اور مراسلات میں ظاہر کئے گئے خیالات سے ایڈیٹر، نیوز ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر کا متفق اور جواب دہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ صحافت میں شائع ہونے والے کسی بھی اشتہار کے مواد اور دعوؤں کے بارے میں ادارہ صحافت ذمہ دار نہیں ہوگا، اس کی کل ذمہ داری اشتہار دہندہ کی ہوگی۔